Atlantis Publications

اشتیاق احمد

انسپکٹر جمشید سیریز

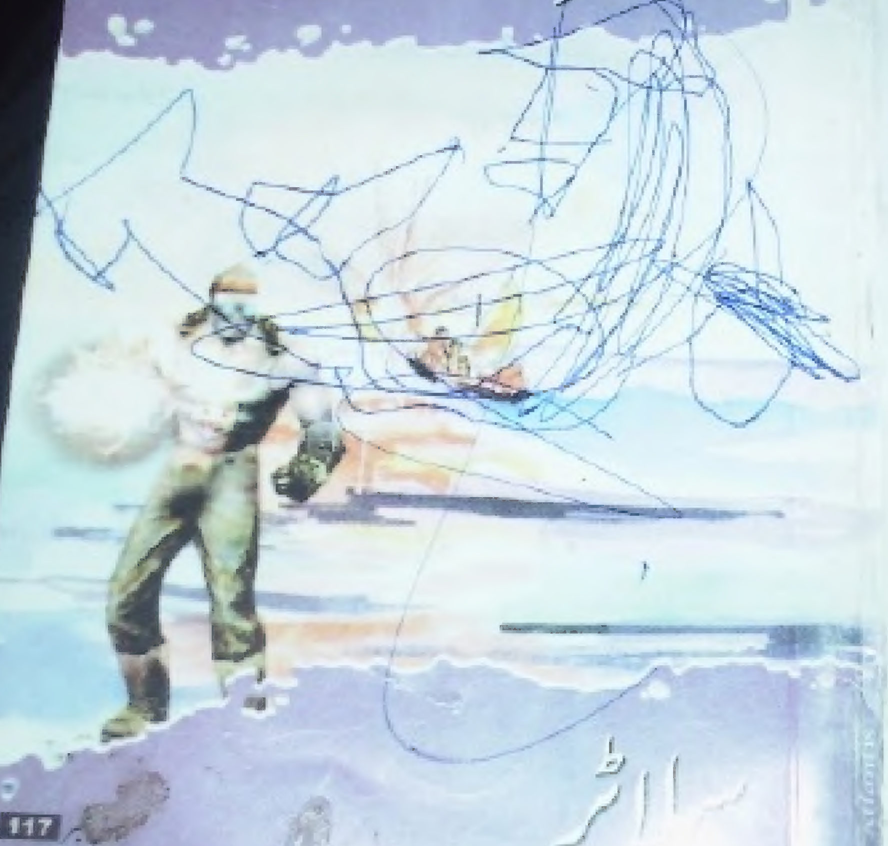

117

یکم دسمبر 2007 کو شائع ہونے والے ناول

دوسرا مجرم

40/- روپے

اشتیاق احمد کی انسپکٹر جمشید سیریز کے آٹھ سنسنی خیز اور دلچسپ ناول

- جاسوس ہو تو ایسا
- چوتھا ٹکڑا
- پراسرار اغوا
- اغوا کا جواب
- اغوا کی شاخ
- ... کی موت
- ہیروں کا بکس
- چوکور نیلا ستارہ

اٹلانٹس پبلیکیشنز

D-83

فون 021-2561720

021-3678273

ای میل atlantis@cyber.net.pk

دو باتیں

السلام علیکم!

سلاز سے ملیے...... خاص نمبر کے بعد یہ مطالبہ بہت زور پکڑ گیا تھا کہ اب آئندہ خاص نمبر کے لیے آپ کے پاس تو کوئی خاص مجرم بچا نہیں، پھر کسے لائیں گے، حالانکہ آئندہ خاص نمبر ابھی دور کی بات ہے، لیکن میرے پڑھنے والوں کو ابھی سے فکر لاحق ہو گئی ہے۔ اب میرا ابھی یہ فرض بنتا ہے کہ اپنے پڑھنے والوں کو فکر میں دبلا نہ ہونے دوں، اگر وہ دبلے ہوتے چلے گئے تو کیا خاک کتابیں پڑھیں گے۔ یہی سوچ کر سلاز کو میدان میں لانا پڑا...... اب دیکھیں، یہ صاحب کب تک چلتے ہیں۔ پہلا مقابلہ ضرور آپ کو پسند آئے گا۔ کہانی کی رفتار بھی بہت تیز ہے...... اب اگر آپ اس تیزی کا ساتھ نہ دے سکیں تو اور بات ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کہانی کی تیزی سے بھی زیادہ تیزی دکھا جائیں اور میں سر پیٹ رہ جاؤں، لیکن میرے سر پیٹنے کا نقصان بھی آپ کے سر ہوگا، لہٰذا کوشش کر کے کہانی کے ساتھ ہی رہیے۔ نہ آگے نہ پیچھے، ساتھ نبھانے کی ہی تو باتیں ہیں، لیکن نہیں، یہ تو دو باتیں ہیں۔

خوف کی لہر

فرزانہ اس شخص کو دیکھ کر بُری طرح خوف زدہ ہو گئی۔ اسے خود پر حیرت بھی ہوئی، کیونکہ اس شخص میں ایسی کوئی بات بھی تو نہیں تھی، جس سے خوف محسوس ہوتا۔ معمولی سے قد و قامت کا آدمی جس کے ہاتھ پیر بھی بس یونہی سے تھے۔ چہرہ بھی بالکل عام آدمیوں جیسا۔ البتہ اس کی آنکھیں ضرور عجیب تھیں۔ ان کا رنگ گہرا سبز تھا۔ سبز آنکھوں والے آدمی دیکھنے کا اتفاق فرزانہ کو بہت کم ہوا تھا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھوں سے نظر نہ آنے والی شعاعیں خارج ہو رہی ہوں اور یہ شعاعیں ہی اسے خوف زدہ کر رہی تھیں۔ ورنہ اور تو کوئی بات خوف زدہ کرنے والی نہیں تھی۔

اس کی آواز قدرے سوئی اور بیٹھی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ جسم کا رنگ زردی مائل سفید تھا۔ ناک بہت لمبی اور نوک آگے کو جھکی ہوئی تھی۔ جبڑوں کی ہڈیاں خوب ابھری ہوئیں۔ فرزانہ نے سوچا کہیں میں ان ابھرے ہوئے جبڑوں کو دیکھ کر تو خوف زدہ نہیں ہو گئی، کیونکہ ایسے جبڑے عام طور پر خطرناک لوگوں کے دیکھنے میں آئے تھے۔

اسکول میں سے اپنی سہیلی عمرانہ کو کب کی بات پر یقین نہیں آیا تھا، لیکن مہمان کو دیکھنے کے بعد عمرانہ کا خیال اسے سو فیصد درست معلوم ہوا۔ اسکول میں عمرانہ اسے پارک کے ایک گوشے میں گھسیٹ لے گئی اور بولی:

"فرزانہ میں آج کل بہت خوف زدہ ہوں۔"

"اچھا، لیکن کس خوشی میں۔" فرزانہ مسکرائی۔ عمرانہ اس کی بہت پکی
سہیلی تھی۔

"میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں فرزانہ۔" عمرانہ کے لہجے
نے فرزانہ کو چونکا دیا اور وہ اس کی طرف بغور دیکھنے پر مجبور ہو گئی۔ اس کی آنکھوں
میں واقعی خوف کے سائے تیر رہے تھے۔

"تم تو واقعی خوفزدہ معلوم ہوتی ہو، بات کیا ہے؟"

"میں ابو کے مہمان سے خوف زدہ ہوں۔"

"مہمان سے، لیکن کیوں؟" فرزانہ بولی۔

"میں نہیں جانتی، میں اس سے کیوں خوف زدہ ہوں۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"بات تمہاری سمجھ میں اس وقت آئے گی، جب تم ہمارے ہاں آ کر
مہمان کو دیکھو گی۔" عمرانہ خلا میں گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارے ابو کا مہمان کوئی بہت خوفناک اور لمبا چوڑا آدمی ہے؟"
فرزانہ نے پوچھا۔

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔"

"تو پھر کیا بات ہے، پوری بات بتاؤ نا۔ وہ مہمان کون ہے؟ کہاں سے آیا
ہے؟ کب آیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔"

"چند دن پہلے ابو نے ہمیں اطلاع دی تھی کہ گھر میں ایک مہمان آنے
والے ہیں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ گھر میں مہمان آتے ہی رہتے ہیں۔ تقریباً
روز پہلے مہمان صاحب تشریف لے آئے۔ میں نے اسے پہلی مرتبہ رات کے کھانے
کی میز پر دیکھا۔ ابو نے سب سے اس کا تعارف کرایا۔ لیکن نہ جانے کیوں،

دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی۔"
"کیا تمہارے علاوہ کوئی اور بھی خوف زدہ نظر آتا ہے۔" فرزانہ نے مسکرا
کر پوچھا۔

"میں نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ چند دن تک پریشان رہی۔ اسے اپنا
وہم خیال کرتی رہی، لیکن جب کسی طرح اس وہم سے پیچھا نہ چھوٹا تو تم سے ذکر
کرنے پر مجبور ہو گئی۔ میں نہیں جانتی وہ کون ہے، کیا کرتا ہے، کہاں سے آیا ہے۔ ابو
نے اس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔"

"اور اس کا نام۔ آخر اسے کسی نام سے تو مخاطب کیا ہی جاتا ہوگا۔"

"ہاں ابو اسے مسٹر سلاٹر کہہ کر پکارتے ہیں۔" اس نے کہا۔

"سلاٹر۔" فرزانہ کے منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا۔

"ہاں سلاٹر۔ مجھے بھی یہ نام عجیب سا لگا تھا۔"

"کیا وہ کوئی انگریز ہے؟" فرزانہ نے پوچھا۔

"میں کچھ کہہ نہیں سکتی، ہے کوئی غیر ملکی ہی۔"

"خیر، تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟" فرزانہ نے کہا۔

"یہی کہ تم بھی آ کر اسے دیکھ لو اور ہو سکے تو میرا وہم دور کر دو۔"

"ٹھیک ہے، میں آج ہی شام کو تمہارے ہاں آؤں گی، لیکن ہماری کسی
بات سے بھی یہ ظاہر نہ ہو کہ تم نے مجھے اس مہمان کا جائزہ لینے کی دعوت دی ہے، تم
یوں کرو کہ میری ایک کتاب اپنے بستے میں رکھ لو۔ بس میں وہی کتاب لینے کے بہانے
آ جاؤں گی۔"

"ٹھیک رہے گا، لیکن کیا تم محمود اور فاروق کے بغیر ہی آؤ گی؟"

"بھئی صرف ایک کتاب لینے کے لیے تو ہم تینوں نہیں آ سکتے۔" اس نے کہا۔

"ہوں، خیر یوں ہی سہی۔"

"ویسے بھی وہ اس وقت نیشنل پارک میں ہوں گے۔ جب میں تمہارے گھر پہنچوں گی۔ تم فکر نہ کرو، اگر کوئی ایسی ویسی بات محسوس ہوئی تو میں نہ صرف ان دونوں کو اس معاملے میں شامل کروں گی، بلکہ ابا جان کو بھی۔"

اور اس طرح وہ ٹھیک ساڑھے چار بجے شام عمرانہ کے گھر کے دروازے پر پہنچ گئی۔ یہاں وہ پہلے بھی کئی بار آ چکی تھی اور عمرانہ کے والد کوکب طیاری اسے بہت اچھی طرح جانتے تھے، البتہ محمود اور فاروق یہاں کبھی نہیں آئے تھے، نہ ہی انسپکٹر جمشید سے کوکب طیاری کی ملاقات ہوئی تھی۔ یہ ایک بڑے سرکاری افسر تھے۔

فرزانہ نے دروازے کی گھنٹی بجائی تو کوکب طیاری کے بوڑھے ملازم گل نے دروازہ کھولا اور اس پر نظر پڑتے ہی بولا:

"اوہو، فرزانہ بیٹی آئی ہیں۔ آئیے اندر آ جائیے۔ عمرانہ اس وقت باقی لوگوں کے ساتھ باغ میں ہے۔"

"شکریہ بابا، کہیے کیا حال ہے؟"

"بس ٹھیک ہی ہوں۔" گل نے مسکرا کر کہا۔

وہ اس کے ساتھ باغ میں پہنچی۔ یہاں کرسیوں پر کوکب طیاری، ان کی بیگم، عمرانہ کا بڑا بھائی اسرار کوکب اور دو غیر ملکی مہمان بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

"ارے فرزانہ تم۔" عمرانہ کے منہ سے نکلا۔

"مجھے افسوس ہے، میں نے آپ سب کو پریشان کیا۔ دراصل میری..."

"ارے ارے، فرزانہ بیٹی، یہ کیا کہہ رہی ہو۔ بھلا تمہاری آمد سے ہم پریشان کس طرح ہو سکتے ہیں۔" کوکب طیاری جلدی سے بولے۔

"شکریہ انکل، بات دراصل یہ ہے کہ میری ریاضی کی کتاب میرے لئے

میں نہیں ملی۔ عمرانہ میری ایک جیسی ہے، لہٰذا میں یہ سوچ کر چلی آئی کہ کہیں اس نے غلطی سے اپنے بستے میں نہ رکھ لی ہو۔ کتاب تو خیر صبح اسکول پہنچ کر بھی لی جا سکتی تھی، لیکن اس طرح میں ریاضی کا گھر کا کام نہیں کر سکتی تھی۔"

"کوئی بات نہیں بیٹی۔" یہ کہہ کر کوکب طیاری عمرانہ کی طرف مڑے ہی تھے کہ وہ بول پڑی۔

"تم بیٹھو فرزانہ، اسکول سے آنے کے بعد میں نے ابھی تک بستہ کھول کر نہیں دیکھا، ابھی دیکھتی ہوں جا کر۔" عمرانہ نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتی اندر کی طرف چلی گئی۔ فرزانہ نے ایک خالی کرسی سنبھال لی۔

"اور سناؤ فرزانہ، تمہارے ابا جان اور بھائیوں کا کیا حال ہے؟"

"جی، سب ٹھیک ہیں۔" اس نے کہا اور سب پر ایک نظر ڈالی۔ مہمان سر جھکائے بیٹھا تھا اور ابھی تک اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکی تھی۔ اس کی نظریں اس تک پہنچ کر اٹک گئیں۔

"آپ کی تعریف؟" اس کے منہ سے نکلا۔

"یہ میرے دوست مسٹر سلاطر ہیں۔ میرے گھر مہمان ٹھہرے ہوئے ہیں۔"

"سلاطر، کچھ عجیب سا نام ہے انکل۔"

"ہاں، میرے دوست صرف عجیب چیزیں پسند کرتے ہیں، اس لیے نام بھی اپنے لیے عجیب سا پسند کیا ہے۔" کوکب طیاری نے کہا۔

"آپ سے مل کر خوشی ہوئی مسٹر سلاطر۔" فرزانہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"شکریہ۔" اب مسٹر سلاطر نے نظریں اوپر اٹھائیں اور اس لمحے فرزانہ نے اپنے جسم میں سنسنی کی لہریں دوڑتی محسوس کیں۔ اسے عمرانہ کا خیال سو فیصد درست لگا۔ اسی وقت عمرانہ کتاب لیے آتی نظر آئی۔

"تمہارا خیال ٹھیک تھا فرزانہ، یہ واقعی تمہاری کتاب ہے۔"

"شکریہ، میں تو سمجھ رہی تھی، شاید آج نئی کتاب خریدنا پڑے گی۔" [illegible]
ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے ارے، فرزانہ بیٹی چائے پی کر جانا۔ چائے ابھی [illegible]

"شکریہ انکل، ابا جان میرا چائے پر انتظار کر رہے ہوں گے [illegible]
میں یہی کہہ کر آئی ہوں کہ ابھی واپس آ جاؤں گی۔"

"اچھا بیٹی، جیسے تمہاری مرضی۔"

ان سے رخصت ہو کر وہ دروازے کی طرف چل پڑی۔ عمرانہ اسے [illegible]
تک رخصت کرنے آئی۔ دروازے کے نزدیک پہنچ کر اس نے [illegible]

"کیوں فرزانہ، کیا خیال ہے؟"

"ہم۔ میں۔ میں بھی خوف زدہ ہوں عمرانہ۔"

اس نے کہا اور تیزی سے سڑک کی طرف بڑھ گئی۔

☆☆

محمود اور فاروق نیشنل پارک سے نکلے۔ یہاں تک آنے جانے [illegible]
موٹر سائیکلیں استعمال نہیں کرتے تھے، کیونکہ اس طرح ان کی سیر بھی ہو جا[illegible]

"کیوں نہ آج ہم فرزانہ کو الو بنائیں۔" فاروق گنگنایا۔

"فرزانہ کو الو بنانا اتنا آسان نہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"چلو، تھوڑا بہت مشکل ہوگا، بنایا تو جا سکتا ہے۔ یار بہت [illegible]

"کیا تمہارے ذہن میں کوئی خاص ترکیب آئی ہے؟"

"خاص ترکیبیں تو فرزانہ نے ہی اپنے قبضے میں کر رکھی ہیں [illegible]
عام ترکیب سے کام لینا پڑے گا۔" فاروق نے بے چارگی کے عالم میں [illegible]

"چھوڑو یار، ہو نہ ہو کہیں اسے الو بناتے بناتے ہم خود الو نہ بن جائیں۔"

"ہاں، ممکن تو ہے ہی نہیں۔ سنو، میں نے سوچا ہے۔ آج ایک جھوٹ موٹ کا کیس فرزانہ کے سامنے رکھیں۔" فاروق بولا۔

"جھوٹ موٹ کا کیس، کیا مطلب؟" محمود چونکا۔

"یار تم جھوٹ موٹ کا کیس بھی نہیں سمجھتے۔" فاروق نے جلے بھنے انداز میں اسے گھورا۔ جواب میں محمود نے بھی اسے گھورا اور بولا۔

"سمجھتا ہوں، چلو بتاؤ تمہارے ذہن میں کیا کھچڑی پک رہی ہے؟"

"کھچڑی پک رہی ہوگی تمہارے سر میں۔" فاروق جھلا اٹھا۔

"وحشت تیرے کی۔ ارے میں محاورۃً کہہ رہا ہوں۔" اس نے بھی جھلا کر ران پر ہاتھ مارا۔

"یہ محاورے بھی ہماری گفتگو میں بات بے بات ٹپک پڑتے ہیں، اس طرح جیسے ٹپک پڑنے کے انتظار میں ہی بیٹھے ہوں۔ خیر سنو، میں کیا چاہتا ہوں۔ ہم گھر چل کر یہ ظاہر کریں گے، جیسے ساحل سمندر پر ہم نے کوئی پراسرار نقل و حرکت نوٹ کی ہو۔"

"لیکن ہم ساحل سمندر سے نہیں، نیشنل پارک سے واپس جا رہے ہیں۔" محمود نے اعتراض کیا۔

"بھئی الو جو بنانا ہوا۔ بعد میں اسے بتا دیں گے۔"

"خیر، آگے کہو۔"

"اس طرح وہ ہمارے ساتھ ساحل سمندر پر جانے کے لیے تیار ہو جائے گی، لیکن ظاہر ہے، وہاں کچھ بھی نہیں ہوگا اور جب ہم دونوں قہقہہ مار کر ہنسیں گے تو اس وقت اس کی کیا کیفیت ہوگی۔ یہ تم سوچ ہی سکتے ہو۔"

"ہوں، بات تو ٹھیک ہے، لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ گھر ہی میں ہمارے منصوبے

کی تہہ تک نہ پہنچ جائے۔ تم تو جانتے ہی ہو، وہ اڑتی چڑیا کے پر گن لیتی ہے۔"

"لیکن ہم اڑتی چڑیاں نہیں ہیں۔" فاروق نے اعلان کر کہا۔

"خیر خیر، مجھے کچھ سوچنے دو۔" اور وہ واقعی اس انداز سے سوچ میں گم ہو گیا، جیسے کوئی سنگین مسئلہ درپیش ہو۔ فاروق بُرے بُرے منہ بناتا قدم اٹھانے لگا۔ اچانک محمود نے چٹکی بجائی اور ساتھ ہی فاروق نے کہا:

"وہ مارا۔"

"کیا مطلب؟"

"تمہارے چٹکی بجانے کا مطلب یہی ہے کہ کوئی زوردار ترکیب تمہاری سمجھ میں آ گئی ہے۔"

"ہاں، لیکن وہ مارا تو میں کہنے والا تھا۔" محمود نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"کچھ لوگ دوسروں کے منہ کی بات چھین لیتے ہیں۔ تم نے گفتگو کے دوران لوگوں کو یہ کہتے ضرور سنا ہو گا کہ تم نے تو میرے منہ کی بات چھین لی، لہٰذا اس وقت بھی یہی ہوا ہے۔ میں نے بھی تمہارے منہ کی بات چھین لی۔" فاروق شریر انداز میں کہتا چلا گیا۔

"بال کی کھال اتارنے کا جنون تمہیں آتا ہے، شاید ہی کسی دوسرے کو ہو گا۔ کہنا میں یہ چاہتا ہوں کہ میری ترکیب پر عمل کیے بغیر تم اس منصوبے پر کامیابی سے عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔"

"میں تمہاری ترکیب سننے کے لیے سچے دل سے بلکہ پکے کانوں سے تیار ہوں۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا اور محمود اسے اپنی ترکیب بتانے لگا۔ عین اسی وقت فاروق کی نظر پاس سے گزرتے ایک رکشا پر پڑی۔ اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا:

"ارے۔"

"کیا ہوا؟"

"اس رکشے میں فرزانہ تھی۔ ارے۔" فاروق کے منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا۔

"اور یہ دوسرا ارے کس خوشی میں تمہارے منہ سے نکلا۔" محمود نے اسے گھور کر دیکھا۔

"رکشا کے تعاقب میں ایک ٹیکسی ہے۔ وہ دیکھو ٹیکسی کی رفتار بہت کم ہے۔ ٹیکسی ڈرائیور اگر چاہے تو نہایت آسانی سے رکشے سے آگے نکل سکتا ہے۔"

"اوہ، تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ٹیکسی واقعی رکشا کا تعاقب کر رہی ہے، لیکن مجھے یہ بات معلوم نہیں کہ اس رکشے میں فرزانہ ہی ہے، کیونکہ میرے خیال میں تو فرزانہ کو اس وقت ہمارے اور ابا جان کے انتظار میں چائے کی میز پر ہونا چاہیے۔"

"چائے کی میز پر تو اسے میرے خیال میں بھی ہونا چاہیے، اس میں کون سی عجیب بات ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"خیر آؤ، تیز تیز قدم اٹھائیں، ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔"

رکشا اور ٹیکسی اس وقت تک ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔ دونوں نے قریب سے گزرتی ایک ٹیکسی روکی اور اس میں بیٹھ گئے۔ دوسرے ہی لمحے ٹیکسی چل پڑی۔

جس وقت وہ اپنی گلی میں مڑے، انہوں نے ایک ٹیکسی کو موڑ پر کھڑے دیکھا۔ وہ بھی چند قدم آگے جا کر ٹیکسی سے اتر گئے۔ اسی وقت انہوں نے ایک رکشے کو اندر سے سڑک کی طرف آتے دیکھا۔ رکشے میں اب کوئی سواری نہیں بیٹھی تھی۔ انہوں نے گردنیں گھما کر دیکھا، ٹیکسی کے پاس ایک لمبے قد کا آدمی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا اور اس کی نظریں اس رکشے پر جمی تھیں۔

☆☆☆

فکر کا نام

"یار، یہ کیا چکر ہے۔" فاروق دبی آواز میں بولا۔

"لمبا آدمی ضرور ٹیکسی میں اس رکشے کا تعاقب کرتا ہوا آیا ہے۔ خدا جانے فرزانہ کہاں گئی تھی، آؤ جلدی کرو۔"

دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے گھر تک پہنچے اور پھر محمود نے گھنٹی کا بٹن دبایا۔ دروازہ فوراً ہی کھلا اور انہیں فرزانہ کی صورت دکھائی دی۔ محمود نے صاف محسوس کیا، فرزانہ کسی حد تک خوف زدہ ہے۔ یہ دیکھ کر اسے بہت حیرت ہوئی، تاہم اس نے ظاہر نہ ہونے دیا کہ اس نے یہ بات بھانپ لی ہے۔

"ہیلو فرزانہ، معلوم ہوتا ہے، ابھی ابا جان نہیں آئے۔"

"نہیں، آج تم چند منٹ پہلے آ گئے۔ خیر تو ہے۔"

"ہاں، بس کام ختم ہو گیا تھا۔" محمود نے اٹک اٹک کر کہا۔ اس نے اب اپنی ترکیب پر عمل شروع کر دیا تھا۔

"یہ تم جملے کے ٹکڑے کیوں اڑائے دے رہے ہو۔" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"کچھ نہیں، کچھ بھی تو نہیں۔"

یہ کہہ کر وہ اس کے پاس سے گزرتا میز کی طرف بڑھا۔ فاروق نے بھی اس

کا ساتھ دیا۔ فرزانہ نے دونوں کو عجیب سی نظروں سے دیکھا اور پھر سر جھٹک کر میز کے پاس پہنچ گئی۔ اسی وقت اندر سے بیگم جمشید کی آواز آئی:

"یہ دونوں آ گئے فرزانہ۔"

"جی ہاں۔" فرزانہ نے کہا۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ محمود نے ریسیور اٹھایا اور بولا:

"ہیلو، یہ انسپکٹر جمشید کا گھر ہے۔ آپ کون ہیں اور کس سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"محمود، چائے پر میرا انتظار نہ کرنا۔ میں دفتر میں بہت مصروف ہوں۔ یہاں ایک ضروری میٹنگ ہو رہی ہے، نہ جانے کب ختم ہو، اس لیے تم چائے پی لینا۔" دوسری طرف سے انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی۔

"بہت بہتر ابا جان۔" اس نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ بند ہونے کی آواز سن کر ریسیور رکھ دیا۔

"امی جان، ابا جان تو دفتر میں بہت مصروف ہیں۔ اس لیے ہمیں ان کے بغیر ہی چائے پینا پڑے گی۔"

جلدی بیگم جمشید چائے لے آئیں۔ فارغ ہوتے ہی محمود نے عجیب سے انداز میں کہا:

"فاروق تم میرے ساتھ آؤ۔" اور اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گیا۔

فاروق اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا اور پھر محمود نے اپنا منہ اس کے کان سے لگا دیا۔ پروگرام کے مطابق وہ چند سیکنڈ تک کھسر پھسر کرتا رہا، پھر منہ اس کے کان پر سے ہٹاتے ہوئے بولا:

"بس اسے ہوا نہیں لگنی چاہیے۔"

"ٹھیک ہے، تم فکر نہ کرو۔" فاروق نے کہا۔

"میں ابھی امی جان سے اجازت لیتا ہوں جا کر۔" محمود اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا اور پھر باہر نکل آیا۔ ان کی والدہ ابھی تک چائے کی میز پر موجود تھیں۔

"امی جان، ذرا ہم اپنے ایک دوست سے ملنے جا رہے ہیں، ابھی تھوڑی دیر تک آ جائیں گے۔"

"اچھی بات ہے بیٹا۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

دونوں دروازے کی طرف بڑھے ہی تھے کہ فرزانہ کی ناخوشگوار آواز نے ان کے قدم جکڑ لیے۔

"کیا دوست کا نام اور پتا نہیں بتاؤ گے۔ مصیبت میں پھنسنے کی صورت میں ہم مدد کو تو پہنچ سکتے ہیں۔"

"دوست کے گھر بھلا مصیبت کا کیا کام۔" محمود نے گردن گھما کر جواب دیا۔ اور پھر دونوں باہر نکل آئے۔ انہوں نے موٹر سائیکلوں پر سفر کرنے کا پروگرام بنایا تھا، لہٰذا اپنی موٹر سائیکلیں نکالیں اور روانہ ہو گئے۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ فرزانہ ہمارے پیچھے ضرور آئے گی۔"

"ہاں، اس میں کیا شک ہے۔ میں نے ڈرامہ ہی ایسا کھیلا ہے کہ وہ آئے گی ضرور۔ میں نے اسی لیے رفتار کم رکھی ہوئی ہے کہ وہ آسانی سے کوئی رکشا یا ٹیکسی پکڑ لے۔" محمود نے کہا۔

جلد ہی انہوں نے ایک رکشے کو اپنے تعاقب میں محسوس کیا۔

"لو بھئی، فرزانہ نے تعاقب شروع کر دیا ہے۔" محمود ہنسا۔

"اس کا مطلب ہے، آج ہم اسے الو بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔" فاروق نے بھی خوش ہو کر کہا۔

"ہاں، معلوم تو یہی ہوتا ہے، لیکن مجھے ایک فکر کھائے جا رہی ہے۔" محمود نے اچانک فکرمندانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے اس فکر کا نام بتاؤ۔ میں اس سے نمٹ لوں گا اور اس انداز سے نمٹوں گا کہ اس سے بھاگتے ہی بنے گی۔" فاروق نے سینہ پھلایا۔

"کہیں جواب میں فرزانہ بھی ہمیں الو نہ بنا دے۔"

"چلو خیر کوئی بات نہیں، ایک الو سے تین الو بھلے۔" فاروق مسکرایا۔

"مجھے ایک دوسری فکر بھی کھائے جا رہا ہے۔" محمود بولا۔

"یا اللہ رحم، تم نے کتنے فکر پال لیے ہیں۔"

"وہ [illegible] آدمی کون تھا۔ اس نے فرزانہ کا تعاقب کیوں کیا تھا۔ فرزانہ اس وقت کہاں گئی تھی؟"

"یہ ایک فکر تو نہ ہوا، یہ تو ایک ہی وقت میں تین فکر ہو گئے۔" فاروق نے کہا۔

"یار کبھی کوئی بات سنجیدگی سے بھی سوچ لیا کرو۔"

"میں ایک بات سنجیدگی سے بھی سوچ رہا ہوں۔" فاروق نے جواب دیا۔

"یہ جان کر خوشی ہوئی۔" محمود جلے کٹے انداز میں بولا۔

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ہم کون سے ساحل پر جائیں۔" فاروق سوچ میں گم لہجے میں بولا۔

"صاف ظاہر ہے، ہم کسی سنسان ترین ساحل پر ہی جا سکتے ہیں، جہاں آدمی نہ آدمی کی ذات نظر آ سکے اور ایسا ساحل بہت دور ہے۔" محمود بولا۔

"کوئی بات نہیں، موٹر سائیکلوں میں پٹرول بہت ہے۔ آج فرزانہ کو پوری طرح الو بنائیں گے۔ جوابی حملہ تو اسے کرنا ہی ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"لیکن اگر آج ابا جان گھر آ گئے ہوتے تو شاید ہم اتنی آسانی سے اپنے منصوبے پر عمل نہ کر پاتے۔ اس صورت میں ہوتا یہ کہ ابا جان ہمارے ارادے کو فوراً بھانپ لیتے۔"

"فرزانہ کا چہرہ اس وقت دیکھنے کے قابل ہوگا، جب اسے پتا چلے گا کہ ہم اسے اتنی دور بلاوجہ کھینچ لائے۔"

"اور جب اُسے یہ یاد آئے گا کہ اس نے رکشے کا لمبا چوڑا بل بھی ادا کیا ہے تو غصے سے اس کی حالت اور بھی ردی ہو جائے گی۔" محمود ہنسا۔

"لیکن یار، کہیں ہم یوں ہی خوش تو ہو رہے ہوں اور فرزانہ گھر سے چلی ہی نہ ہو۔"

"نہیں، ہمارے پراسرار انداز نے اسے کمرے کی کھڑکی تک آنے پر مجبور کر دیا ہوگا، پھر اس نے ہمیں کھسر پھسر کرتے بھی ضرور دیکھا ہوگا۔ اس کے بعد جب ہم دونوں گھر سے نکلے ہوں گے تو وہ کسی طرح بھی گھر میں نہیں ٹکی ہوگی۔"

"گویا ہمارے پیچھے آنے والا رکشا فرزانہ کا ہی ہے۔" فاروق بولا۔

"ہاں، مجھے یقین ہے۔"

ان کا سفر تقریباً پینتالیس منٹ تک جاری رہا۔ آخر وہ ایک بالکل سنسان اور بے آباد ساحل پر پہنچ گئے۔ اس طرف سیر و تفریح کرنے والی پارٹیاں بھی نہیں آتی تھیں، لہٰذا یہاں ہُو کا عالم طاری تھا۔

"بس اب ہمیں کسی ٹیلے کے پیچھے چھپ جانا چاہیے، تاکہ فرزانہ رکشا چھوڑ دے۔" محمود بولا۔

انھوں نے رفتار کم کی اور ایک ٹیلے کے پیچھے اتر آئے۔ موٹر سائیکلیں انھوں نے ریت پر لٹا دیں، تاکہ آس پاس سے نظر نہ آ سکیں۔ چار منٹ بعد رکشے کے

انجن کی آواز سنائی دی۔ ان کے کان کھڑے ہو گئے، پھر رکشا رک گیا۔ تھوڑی دیر خاموشی طاری رہی۔ آخر رکشے کا انجن ایک بار پھر جاگا اور اس کی آواز دور ہوتی چلی گئی۔ دونوں کے دل دھک دھک کرنے لگے۔ ان کی کمروں کی طرف سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور ان کے منہ ٹیلے کی اوٹ لیے اس طرف تھے جس طرف فرزانہ کا رکشا رکا تھا۔ دونوں دم سادھے پنجوں کے بل بیٹھے رہے۔ آخر فرزانہ کی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔

"میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ تم اس طرف کیوں آئے ہو، وہ کیا چیز ہے جس نے تمہیں یہاں آنے پر مجبور کیا ہے۔"

آواز پیچھے سے آئی تھی۔ وہ چونک کر مڑے۔ انھوں نے دیکھا، فرزانہ ان کے سامنے سمندر اور ان کے درمیان کھڑی تھی۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ طنز بھی تھا، گویا وہ کہہ رہی تھی۔

"دیکھ لو، تم ٹیلے کے پیچھے چھپے ہوئے تھے، میں چکر کاٹ کر تمہارے پیچھے پہنچ گئی اور تمہیں کانوں کان خبر بھی نہیں ہوئی۔" پھر اس سے پہلے کہ فرزانہ کچھ اور کہتی، یا وہ اس کی بات کا جواب دیتے، سمندر میں ایک موٹر بوٹ کی تیز آواز سنائی دینے لگی۔ فرزانہ چونک کر اس طرف مڑی۔ محمود اور فاروق نے بھی حیران ہو کر ادھر دیکھا، کیونکہ اس علاقے میں کوئی شخص بھی آنا پسند نہیں کرتا تھا۔

انھوں نے دیکھا، ایک بڑی سی موٹر بوٹ تیزی سے کنارے کی طرف چلی آ رہی تھی، لیکن ابھی وہ بہت دور تھی۔

"ہمیں فوراً اس ٹیلے کے دوسری طرف ہو جانا چاہیے۔ کہیں یہ ڈاکوؤں کی لانچ نہ ہو۔" محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"ٹھیک کہتے ہو۔" فرزانہ بولی۔

محمود اور فاروق نے جلدی جلدی موٹر سائیکلیں اٹھائیں اور تیزی سے ٹیلے کے دوسری طرف پہنچ گئے۔

اب سمندر اور ان کے درمیان ٹیلا تھا اور وہ اس کی اوٹ سے موٹر بوٹ کو آتے دیکھ رہے تھے۔ محمود اور فاروق تیزی سے یہ سوچنے میں مصروف تھے کہ کیا معاملہ ہے۔ وہ تو یہاں فرزانہ کو اُلو بنانے آئے تھے، پھر موٹر بوٹ یہاں کہاں سے آ ٹپکی۔ انہیں ان موٹر بوٹوں کے بارے میں یاد آیا، جن کے ذریعے اسمگلنگ زور شور سے کی جاتی تھی۔ ابھی وہ موٹر بوٹ کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ وہ کنارے سے آ لگی اور اس میں سے تین ایسے آدمی کنارے پر اتر آئے جو غوطہ خوروں کے لباس میں تھے۔ ان کے جسموں سے پانی ٹپک رہا تھا، البتہ ان کے ساتھ ایک چوتھا آدمی بھی تھا۔ اس کے جسم پر غوطہ خوری کی بجائے عام لباس تھا۔ کنارا اس جگہ سے کافی دور تھا، اس لیے اس کے نقوش نظر نہیں آ رہے تھے۔ باقی تین تو تھے ہی غوطہ خوری کے لباس میں۔

وہ چاروں آہستہ آہستہ ان کی طرف آنے لگے، پھر بائیں ہاتھ مڑ گئے۔ اسی وقت محمود اور فاروق نے فرزانہ کو کہتے سنا:

"اُف خدا، یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں۔"

محمود اور فاروق کو فرزانہ کے جملے پر بہت حیرت ہوئی، کیونکہ جو کچھ وہ دیکھ رہے تھے، وہی کچھ فرزانہ بھی دیکھ رہی تھی، پھر اس کے منہ سے یہ بات کیوں نکلی تھی۔ اُف خدا، یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔ ابھی وہ حیرت بھرے انداز میں انہیں آتے دیکھ ہی رہے تھے کہ فرزانہ کی سرگوشی ابھری!

"تم اس شخص کو کیسے جانتے ہو، جلدی بتاؤ۔"

"کس شخص کی بات کر رہی ہو؟" فاروق نے جھلا کر کہا۔

"خود پر قابو رکھو۔ اگر ذرا بھی تیز لہجے میں بات کی تو بہت بُری طرح پیش آؤں گی۔ میں اس شخص کی بات کر رہی ہوں جو غوطہ خوری کے لباس میں نہیں ہے۔" فرزانہ نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"زیادہ جھلانے کی ضرورت نہیں، ہم نہیں جانتے یہ کون ہے۔"

"اگر نہیں جانتے تو یہاں کیا لینے آئے ہو۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"ہم یہاں صرف تمہیں اُلو بنانے آئے ہیں۔"

"اُلو، کیا مطلب؟ بھلا یہاں آ کر میں اُلو کس طرح بن سکتی ہوں۔" فرزانہ چونکی۔

"تم بھی سمجھ کر ہمارے تعاقب میں آ گئی ہو کہ ہم اس طرف کس چکر میں آئے ہیں۔" محمود نے اس بحث میں پہلی مرتبہ دخل دیا۔

"چلو، یہی سمجھ لو۔" اس نے لاپروائی سے کہا۔

"لیکن ہم یہاں کسی چکر میں نہیں آئے۔ اپنے کمرے میں ہم نے جھوٹ موٹ کی کھسر پھسر کی تھی۔"

"اوہ، اب سمجھی، تب پھر تم دونوں جہنم میں جاؤ۔" اس نے پیر پٹخ کر کہا اور ٹیلوں کی اوٹ لیتے ہوئے اس سمت میں چلنے لگی، جس طرف وہ چاروں موٹر بوٹ سے اتر کر گئے تھے۔

"اور تم کہاں جا رہی ہو؟" فاروق بولا۔

"میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔" اس نے دبی آواز میں کہا۔

"سوال یہ ہے کہ تم نے ان لوگوں کو دیکھ کر یہ کیوں کہا تھا، اُف خدایا، میں یہ کیا دیکھ رہی ہوں۔" محمود بے چین ہو کر بولا۔

"میری مرضی، میری زندگی میں آیا ... [illegible]

[illegible]

ہمت میں ... [illegible] تھے۔

[illegible] ... تھے۔

٭٭٭

لمبا آدمی

[illegible]

"[illegible]"

"[illegible] ... محسوس ہوتا ہے جیسے ... آنکھوں سے ... شعاعیں نکل [illegible]

رنگ بھورا ہوں اور آنکھیں پانی والی اور [illegible] سے رنگ ہو گا۔ ہمارے جاسوس کا کہنا ہے
کہ اس کی صرف آنکھیں ہی اس حد تک خطرناک ہیں کہ وہ ان کی مدد سے
دشمن کو الٹ پلٹ کر کے رکھ دیتا ہے۔ آنکھوں کے علاوہ اس کا جسم [illegible]
ہوا ہے یا بکھرا ہوا ہے۔ اس کے جسم پر قابو پانا انتہائی مشکل ہے۔ [illegible]
آسانی سے پہچانا جاتا ہے۔ جیسے کسی چھوٹے سے بچے کی ہڈی [illegible]
ہوا کہ [illegible] اس کی ہڈیاں ابھری ہوئی ہیں۔ رنگ قدرے [illegible]
اس کے علاوہ اور کوئی بات معلوم نہیں ہو سکی۔"

"اور کیا یہ بات بھی یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ وہ ہمارے ملک میں داخل
ہو چکا ہے۔"

"ہاں! اگر ہمارے جاسوس اس کے داخل ہونے سے پہلے اطلاع
دیتے تو ہم اسے داخل ہوتے ہی گرفتار کر سکتے تھے، لیکن اب معلوم نہیں وہ کہاں پہنچ
چکا ہے۔"

"میرے خیال میں تو اس کی تلاش بہت آسان ثابت ہوگی، کیونکہ بھوری
آنکھوں والے ہمارے ہاں شاید صرف چند غیر ملکی ہوں گے۔" انسپکٹر فضل بولا۔

"یہ ضروری نہیں کہ اب بھی اس کی آنکھوں کا رنگ بھورا ہو۔ ہو سکتا ہے اس
نے کسی لوشن کے ذریعے آنکھوں کے رنگ میں تبدیلی کر لی ہو۔" ڈی آئی جی بولے۔

"یہ تو صرف اس صورت میں ہوگا، اگر اسے بھی یہ اطلاع مل گئی ہو کہ اس
کے بارے میں یہاں خبر آ چکی ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہاں جمشید، تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمام اہم مقامات
پر نگرانی کے لیے سادہ لباس والے مقرر کر دیے جائیں۔ ہیڈ آفس سے ان کا
وائرلیس پر ہر وقت رابطہ قائم رہے۔ جونہی وہ جاسوس نظر آئے فوراً سب کو اطلاع

دے دی جائے اور اسے فوراً ہی [illegible] دیا جائے۔"
"ٹھیک ہے سر، ہم اسی وقت سے یہ کام شروع کر دیتے ہیں۔"
"میں چاہتا ہوں، آپ سب آج یہاں سے گھر واپس نہ جائیں۔
انتظامات میں لگ جائیں۔" آئی جی صاحب بولے۔
"ٹھیک ہے سر، آپ بے فکر رہیں۔"
"تو پھر جائیے۔ جس قدر جلد ممکن ہو، اس جاسوس کو گرفتار کر لیجیے۔"
"سر! آپ نے ابھی تک اس کا نام نہیں بتایا۔"
"ہاں اس کا نام ہے [illegible] بتایا جاتا ہے۔"
"کیا!" انسپکٹر جمشید کے منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا اور ان کی
آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں۔ کمرے میں موجود سب لوگ ان کی
طرف حیرت سے دیکھنے لگے، ان کی آنکھوں میں پریشانی کے آثار تھے۔

☆☆

"آپ کیا کر رہی ہیں؟" محمود نے پوچھا۔
"کچھ بھی نہیں، تمہیں کیا۔ یہ وقت [illegible] ہے۔ میں تمہارے ساتھ نہیں
آئی ہوں۔" فرزانہ کا موڈ ابھی تک آف تھا۔
"اب اتنی جھنجھلاہٹ بھی نہ دکھاؤ۔ یہ تو سوچو کہ ہماری اس حرکت سے تم
یہاں پہنچ گئی ہو، جہاں تمہارے خیال کے مطابق کچھ لوگ غیر قانونی سرگرمیوں
میں مصروف ہیں۔" فاروق نے بھی جلانے والے لہجے میں کہا۔
"ارے ہاں فرزانہ، ایک بات تو رہ گئی۔" محمود کو اچانک یاد آیا۔ لیکن
اس سے پہلے کہ وہ بات پوری کرتا، فرزانہ نے درمیان میں ٹانگ اڑا دی۔
"ایک دو گل ہو یاد؟ مجھے اس سے کیا؟"

"اوہو، معلوم ہوتا ہے آج تمہارا پارہ ... [illegible]

[illegible]

"نہیں اس وقت ... [illegible]

[illegible]

"... اگر آپ ... [illegible]

رہے۔"

"مجھے شہر کی صورت حال معلوم کرنے کے لیے جانا ہی ہوگا ... [illegible]

میں رات میں کسی وقت واپس پہنچ جاؤں گا۔"

"لیکن شہر کی صورت حال سے آپ کیا کریں گے ... [illegible]

نے پوچھا۔

"تمہارے ملک میں بھی دوسرے ملکوں کے جاسوس موجود ہیں [illegible]
نے میری وہاں عدم موجودگی محسوس کر لی تو اپنے ملک کو سب [illegible]
میں جاننا چاہتا ہوں کہ ایسی کوئی خبر یہاں موصول ہوتی ہے یا نہیں۔"

"لیکن آپ یہ بات کس طرح معلوم کریں گے؟"

"دماغ سے کام لے کر۔ تمہیں اس سلسلے میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"جی بہتر، جیسے آپ کی مرضی۔"

اسی وقت چھت کے دوسری طرف قدموں کی آواز ابھری اور [illegible]
[illegible] ہوئی۔ تینوں خوفزدہ ہو کے بغیر نہ رہ سکے، لیکن چوتھا آدمی پرسکون [illegible]
بولا:

"دروازہ کھول دو، یہ ضرور رستم ہوگا۔ میں نے اسے ایک کام سے بھیجا [illegible]
ہدایت دی تھی کہ رپورٹ یہاں پہنچ کر دے۔"

یہ کہہ کر اس نے فوراً دروازہ کھولا اور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہی لمبا آدمی اندر داخل
ہوا، جسے محمود اور فاروق نے اپنی گلی کے موڑ پر دیکھا تھا۔ اسے دیکھ کر ان کے [illegible]
حرکت کرنے لگے۔ اس سے انہوں نے شدید الجھن اور بے چینی محسوس کی [illegible]
آنے پر اس بے چینی میں اور بھی اضافہ ہو گیا کہ فرزانہ اس وقت وہاں [illegible]
موجود ہے۔

انہوں نے دیکھا، لمبا آدمی چوتھے آدمی کے کان میں جھک کر بولا۔

☆☆☆

سایا نمبر

"آپ تو اس طرح چونکے ہیں، جیسے آپ کو [illegible] کا جھٹکا لگ گیا ہو۔"

[illegible] نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا آپ اس لیے چونکے ہیں کہ آپ نے سلامر کے بارے میں کچھ نہیں
سن رکھا؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تو کیا آپ نے سلامر کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے؟" [illegible]
فضل نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"بہت کچھ سن رکھا ہے، بلکہ میرے پاس ایک [illegible] ایسے بھی
کاغذات ہیں جن میں اس کے بارے میں بہت کچھ درج ہے۔" [illegible]
[illegible] لہجے میں جواب دیا۔

"بڑی گڑبڑ ہے، پھر تو اس رسالے سے ضرور کچھ معلوم کر لینا چاہیے۔"

"جی ہاں، بالکل۔ میں اسی وقت گھر جا کر ان کاغذات کا مطالعہ کروں گا۔
یہ تو بہت سی باتیں مجھے یاد ہیں، اسی لیے میں چونکا تھا۔ سلامر [illegible]
حکومتوں کے تختے الٹنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ [illegible]
ملکوں میں سے ایک ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ کسی ملک [illegible]
خلاف جل رہا ہے تو اس کی حکومت کو درہم برہم کرنے کا منصوبہ بنا ڈالتا ہے اور [illegible]

منصوبے کی بات ... سازش کے ہاتھ میں دے کر یہ یقین کر لیتا ہے کہ [illegible]
اسے گیا۔ سازش وہ آدمی ہے جو آج تک کسی ملک کی پولیس کے قابو میں نہیں آیا۔
مختلف ملکوں کی سراغ رساں تنظیموں ... اور خصوصی تربیت پانے والے
کارندوں نے اسے گرفتار کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن آج تک
تھوڑی دیر کے لیے بھی گرفتار نہیں کر سکے۔ [illegible]
[illegible] کرتا ہے۔ وہ ہاتھ کی ... مار کر [illegible]
[illegible] کی ضرورت نہیں پڑتی ... ایک وقت میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
خاموش ہو گئے۔

"معلومات تو کافی ہو گئیں۔ اب ... یہ معلوم ہو سکے
وہ یہاں آیا کس غرض سے ہے تو فوری طور پر اس کا پتا معلوم ہو سکتا ہے۔"

"مجھے تو آپ اجازت دیں۔ میں فوری طور پر گھر پہنچ کر ... کا
مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔ شاید مجھے ... کی باتیں معلوم ہو جائیں۔" انسپکٹر جمشید
بولے۔

"ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو۔ جلد ہی جا کر اچھے طور پر ... کے
میں مصروف ہو سکتے ہیں۔" آئی جی صاحب نے کہا اور سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

انسپکٹر جمشید نے اپنے کمرے میں آ کر اکرام کو کچھ ہدایات دیں اور گھر کی
طرف روانہ ہو گئے۔ آج وہ ایک گھنٹا پہلے گھر جا رہے تھے۔ انہوں نے سوچا محمود
فاروق اور فرزانہ ابھی سکول سے آ چکے ہوں گے اور اپنے اپنے کام میں مصروف ہوں
گے۔

ابھی خیالات میں گم ... دروازے پر پہنچ گئے ... کے جواب
میں جب بیگم نے دروازہ کھولا تو انہوں نے حیران ہو کر کہا
"بچے کہاں چلے گئے ہیں؟"
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

"ہاں بیٹھو، اندر تو چلو۔ میں نے ... تفصیل
..." انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ، مجھے افسوس ہے۔ دراصل میں ان کی وجہ سے بہت پریشان
ہوں۔"

"اب ان کی وجہ سے اس قدر بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔"
انہوں نے کہا اور اندر چلے آئے۔ پھر صحن میں ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے
"فرزانہ کس ... کے گھر گئی تھی اور کیوں؟"

"کوئی عمرانہ کوکب ہے۔ اس کی کتاب شاید اس کے بستے میں بندھی تھی۔"

"عمرانہ کوکب، کوکب عیاری کی بیٹی تو نہیں؟"

"جی ہاں ہوں۔" انہوں نے کہا۔ "لیکن دوپہر سے فرزانہ وہاں آ گئی تھی۔ اور واپسی پر اس کے ہاتھ میں کتاب بھی تھی۔"

"یعنی شکوہ دور اور انتظار کر چکے ہیں۔ اگر [illegible] تو ان کے لیے بھی [illegible] کروں گا۔"

"جی، ابھی آپ [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] آپ [illegible] کیوں ہوئی؟"

"معلوم ہوا ہے [illegible] ملک کامیاب ہو گیا ہے۔ [illegible] ہوئی اور [illegible] اسے جلد از جلد گرفتار کیا جانا چاہیے۔ [illegible] قصہ ان [illegible] میں اسی سلسلے میں ذرا لائبریری تک جا رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھے اور لائبریری کی طرف چلے گئے۔ بیگم جمشید [illegible] دروازے کی طرف منہ کیے بیٹھی رہیں۔

انسپکٹر جمشید کو چند منٹ کی تلاش کے بعد ہی وہ رسائل مل گئے جن میں سازش کے بارے میں شائع ہوا تھا۔ وہ ان کے مطالعے میں گم ہو گئے۔ وقت گزرتا چلا گیا، لیکن انہیں احساس بھی نہ ہو سکا اور جب وہ مطالعے سے فارغ ہوئے تو رات کے نو بج چکے تھے۔ اچانک انہیں محمود، فاروق اور فرزانہ کا خیال آیا۔ انہوں نے دروازہ کھولا اور باہر نکلے۔

"بیگم، بچے ابھی تک لوٹے یا نہیں؟"

"جی، ابھی تک نہیں۔" بیگم جمشید باورچی خانے سے بولیں۔ "کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"

"نہیں، پہلے میں ان کی تلاش میں نکلوں گا۔ تمہیں بھوک لگی ہو تو تم کھا لو۔" یہ کہہ کر انہوں نے ٹیلی فون ڈائریکٹری میں جلدی جلدی کوکب عیاری کا پتا دیکھا اور باہر نکل آئے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ آخر فرزانہ کوکب عیاری کے گھر کیوں گئی تھی، کیا صرف ایک کتاب لینے کے لیے۔ کتاب تو وہ دوسری بازار سے بھی خرید سکتے تھے، کیونکہ اتنی دور [illegible] جانے کا [illegible] کتاب کی قیمت سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ ضرور کوئی اور بات تھی، اور پھر محمود اور فاروق کا [illegible] یہ سب [illegible] تب [illegible] تھا۔

آخر انہوں نے اپنی کار کوکب عیاری کی کوٹھی کے سامنے روکی اور [illegible] گھنٹی بجائی۔ جلد ہی [illegible] نے دروازہ کھولا اور بولا:

"جی فرمائیے، آپ کون صاحب ہیں؟"

"میں فرزانہ کا والد ہوں۔ وہ آج شام یہاں آئی تھی عمرانہ سے اپنی کتاب لینے۔ میں ذرا عمرانہ سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"کیوں صاحب، خیر تو ہے۔" [illegible] نے پریشان ہو کر کہا۔

"بات یہ ہے کہ فرزانہ ابھی تک گھر نہیں لوٹی ہے۔" انہوں نے آواز کو پریشان بنا کر کہا۔

"آئیے میرے ساتھ۔" [illegible] نے کہا اور انہیں عمرانہ کے کمرے تک لے آیا۔

"ابھی ابھی سب لوگ کھانا کھا کر اپنے اپنے کمروں میں گئے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے [illegible] نے عمرانہ کے دروازے پر دستک دی۔

"آ جاؤ بابا۔" اندر سے عمرانہ کی آواز سنائی دی۔

"جی انسپکٹر جمشید صاحب آئے ہیں۔"

"کیا؟" عمران کے منہ سے حیرت زدہ آواز میں نکلا۔ اسی وقت [illegible]
[illegible] کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے گل؟"

"جی انسپکٹر جمشید صاحب تشریف لائے ہیں [illegible]"

"[illegible]"

انسپکٹر جمشید نے دوسری طرف سے [illegible]
[illegible] اسی وقت عمران نے [illegible]
[illegible] سے مصافحہ کیا۔

"[illegible] جمشید صاحب [illegible]؟"

"[illegible]"

"کیا؟" عمران کے منہ سے خوف زدہ آواز میں نکلا۔

"جی ہاں۔ [illegible]"

"[illegible]
کتاب عمران کے [illegible]"

"اچھا [illegible]
[illegible]"

"[illegible]
[illegible]"

عمران نے [illegible] کہا۔

"[illegible]" انہوں نے [illegible]

[illegible] گل نے بھی ان کے پیچھے قدم [illegible]
[illegible]
[illegible]

"[illegible]"

گل [illegible]
[illegible]

"[illegible]"

"آپ نے [illegible]"

"آپ [illegible]"

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

"[illegible]
[illegible]
[illegible]"

"[illegible]
[illegible]"

"کیا وہ اس وقت گھر میں نہیں ہیں؟"

"جی نہیں، [illegible] گھومنے پھرنے گئے ہیں۔"

چھپ جائیں۔" محمود نے کہا اور فاروق کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے ریت سے اور دوسرے لگا۔ چند ہی دنوں نے ایک ٹیلے کی اوٹ لے لی اور ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ ٹیلے کچھ اونچا تھا، وہ جیسے کوئی ان کو یہاں سے کوئی دیکھ نہ سکتا تھا لیکن محمود ہوا ہوا سے الجھن محسوس کرتے تھے۔ ابھی وہ کوئی ان کی طرف آتا نظر آیا۔ محمود اور فاروق الجھن محسوس کرنے لگے۔ ابھی وہ ٹیلے کی اوٹ سے نکلنا ہی چاہتے تھے کہ انہوں نے ایک شوخ آواز سنی:

"پہلے تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" یہ جملہ انگریزی میں کہا گیا تھا۔

آواز پیچھے سے آئی تھی۔ وہ دونوں اچھل پڑے۔ انہوں نے دیکھا، وہی لمبا آدمی کھڑا تھا۔

"ہم اور ہمارا بھائی آئے تھے۔" محمود نے پرسکون آواز میں کہا۔ اب دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"کس چیز والا؟" لمبے آدمی نے عجیب سے انداز میں پوچھا۔

"کشتیوں کا۔" فاروق بولا۔

"آؤ میرے ساتھ، وہ ریت تک چلو۔" اس نے کہا۔

"لیکن کیوں؟" محمود نے کہا۔

"وہاں تم سے وہ بات کرتی ہے۔"

"وہ یہیں کیوں نہیں کر لیتے۔" فاروق نے لاپروائی سے کہا۔

"وہاں کچھ اور لوگ بھی ہیں، سب کی موجودگی میں بات کرنا مناسب ہے۔" لمبے آدمی کا انداز دوستانہ ہو گیا۔

"ہم تو نہیں جائیں گے، تم اپنے ساتھیوں کو یہیں بلا لو۔"

"کیا بات ہے ٹام؟" ایک آواز آئی۔

انھوں نے آواز کی سمت میں دیکھا تو تینوں غوطہ خور چلے آ رہے تھے۔

"یہ وہ فرزانہ کے یہاں سے جانے کے فوراً بعد گھر سے چلے گئے تھے؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"جی ہاں! ان کے جاتے ہی وہ دونوں بھی چلے گئے تھے۔"

"تمہیں یہ پتا ہے، فرزانہ کہاں جا رہی ہے، اور سنا ہے یہ بات تمہاری ہو گئی تھی؟"

"اس نے کچھ نہیں بتایا، خوف محسوس ہو رہا تھا۔"

"اور اب کے ساتھ کیا، تم پتے ہو، جہاں وہ جا رہی ہو؟"

"جی ہاں! یہی تو مسئلہ ہے، وہ دونوں سے قد و قامت کا آدمی ہے۔ کہ دونوں کو ایسا ساتھ نہ سمجھے کہ ان کا کیا ہو گا۔ اس لئے تمہیں ان کے تعاقب سے شہر میں ان کی تلاش کرنی ہے۔"

"یہ؟" انسپکٹر جمشید اپنی آواز پر قابو نہ پا سکے، وہ زیادہ ہی پریشان ہو گئے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب ان کی آنکھوں میں بھی خوف نظر آ رہا تھا۔ اسی وقت انہوں نے قدموں کی آواز سنی۔ انہوں نے دیکھا کہ بیگم جمشید اور اکرام پریشان چہرے لیے چلے آ رہے تھے۔

٭٭٭

لمبے آدمی کو دیکھتے ہی ان کے کان میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ محمود اور فاروق کو خطرے کا احساس ہوا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ آس پاس چند ریت کے ٹیلے اور کچھ درخت بھی تھے۔

"ہمیں کہیں چھپ جانا چاہیے۔" محمود نے سرگوشی کی۔

"ٹھیک ہے، لیکن فرزانہ کا کیا کریں؟" فاروق نے کہا۔

"نہ جانے وہ کہاں چلی گئی، وہ تو خیال ان میں سے کسی کے پیچھے

"[illegible] کے لیے تیار نہیں۔"

"[illegible] چلتے ہیں۔" [illegible]

"ان کے لیے تمہیں [illegible]" فاروق [illegible]

کہا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب [illegible]

[illegible]

[illegible]

"آپ [illegible]"

"یہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible] محمود نے فوراً کہا۔

"جب [illegible]

[illegible] نے کہا۔

"تو کیا وہ تمہیں [illegible]" [illegible] نے پوچھا۔

"جی نہیں [illegible]"

"اچھا تو پھر [illegible]"

[illegible]

[illegible]

"شاباش فاروق [illegible]"

[illegible]

"[illegible] مجھے [illegible]"

"پکڑا کیسے [illegible] مجھے تو ایسا معلوم ہو رہا ہے [illegible]

میری ٹانگ کو پکڑ لیا ہو۔"

"اچھا ٹھہرو میں آ رہا ہوں۔" محمود نے کہا اور ان کی طرف بڑھا۔

[illegible] فاروق کی ٹانگ نہ چھوڑی [illegible]

[illegible]

کرنے کی کوشش کی، لیکن تام نے جلدی سے فاروق کی ٹانگ کو زور دار جھٹکا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ محمود کی ٹکر فاروق کے دائیں پہلو پر لگی اور وہ بلبلا اٹھا۔

"یہ بھی خوب رہی۔" فاروق نے جھلا کر کہا۔

محمود پر بھی جھنجلاہٹ سوار ہو گئی۔ وہ بلا کی رفتار سے [illegible] لڑھکنیاں کھاتا ہوا تام تک جا پہنچا۔ بس پھر کیا تھا۔ اس نے بھی [illegible] اور فوراً سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اب عجیب مضحکہ خیز صورت تھی۔ فاروق کی ایک ٹانگ [illegible] کے ہاتھوں میں تھی اور اس کی ٹانگ محمود کے ہاتھوں میں۔ [illegible] پکڑ لیا اور ایک پلٹی کھائی، لیکن اس کی ٹانگ پھر بھی [illegible] آ گیا۔ اس دوران تام کا بایاں ہاتھ آزاد ہوا، محمود کی گردن کی طرف [illegible] جھٹکے کر اپنی گردن کو بچا گیا۔ ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں کا [illegible] ہی کو چھوڑ دیا۔ تام پہلے ہی ایک ٹانگ پر کھڑا تھا، سنبھل نہ سکا اور [illegible] کے ساتھ ہی فاروق بھی گرا، لیکن گرتے ہی پلٹی کھا گیا اور اس کی ٹانگ آزاد ہو گئی۔ ٹانگ کا آزاد ہونا تھا کہ وہ تیزی سے تام کی طرف پلٹ پڑا اور اس کی دوسری ٹانگ پکڑ لی۔ اب دونوں اس کی ایک ایک ٹانگ کو مخالف سمت میں کھینچ [illegible]

"بھئی واہ، یہ تو رسہ کشی کا مزا آ رہا ہے۔"

"کیوں تام، تمہارا کیا خیال ہے؟" سرخ آنکھوں والے نے ایک زور دار قہقہہ لگا کر پوچھا۔

"آپ [illegible] عجیب مصیبت میں ہوں۔"

"ہم نے تو پہلے ہی بتایا تھا کہ گھڑیوں کا شکار کرنے نکلے ہیں۔ اب تو [illegible] آپ اس وقت بہت بڑی گھڑی نظر آ رہے ہیں۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"گھڑی نہیں، گھڑیال۔" محمود نے لقمہ دیا۔ [illegible]

[illegible] گئے۔"

[illegible]

"[illegible] اب [illegible] پورے زور سے کھینچ [illegible] اس سے پہلے ہی [illegible]

[illegible] سرخ آنکھوں والے نے کہا۔

[illegible] کے بارے میں [illegible]

[illegible] نے کہا۔

[illegible]

[illegible] دونوں کے ہاتھوں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نے کہا۔

[illegible] دونوں ہاتھ [illegible]

[illegible] اس نے اپنا [illegible]

[illegible] اجازت دیں [illegible] مصیبت سے نجات [illegible]

[illegible]

"کیوں، ہم تمہیں مدد کی ضرورت ہے۔" [illegible]

[illegible]

"[illegible] اچھا تو پھر [illegible] میری طرف سے [illegible]

کی کوئی امید نہ رکھتا۔"

"مجھے ایسی شخص یہاں آپ کی تلاش ہے۔ آپ تینوں [illegible]
کا تنگ اور مانچسٹر لڑائی بھڑائی میں ماہر تسلیم ہیں۔"

اس کا اشارہ شاید تینوں شہزادوں کی طرف تھا۔

"تم میری فکر نہ کرو۔ مجھے ان تینوں کی مدد کی ضرورت [illegible]
کے سلسلے میں ہے۔ کیونکہ میں خود تو نہیں جا سکتا [illegible]
ہوں اور تم تو تمام [illegible] میرے ساتھ جاتے ہی ہو [illegible]
تم بھی دو چار نہیں ہوئے تھے۔" سلازار کی آواز [illegible]

"مجھے حیرت ہے یہاں آپ بہت خوش نظر آ رہے ہیں۔"

"ایسے ہی خوشی کی [illegible]
تو ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔"

"لیکن مسٹر سلازار ہم دونوں تو [illegible] فاروق نے [illegible]

"ہاں میں تمہاری [illegible]
طرح کہیں چھپ گئی ہے اسے آواز دو۔" اس نے صاف [illegible]
صاف اردو بولتے دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی۔

"یہی تو اس میں [illegible] عادت ہے [illegible]

فاروق مسکرایا۔

ویسے مجھے حیرت ہے تم تینوں یہاں تک کس طرح پہنچ گئے [illegible]
کا پتا کس نے بتایا؟"

"ہمارے فرشتے ہمیں ادھر لے آئے ہیں۔ ویسے [illegible]
ہے ہمیں یہاں ضرور پہنچ جاتے۔" محمود نے جواب دیا۔

"وہ کیسے؟"

"ہماری [illegible] فرزانہ کا تعاقب [illegible] کے گھر سے کیا گیا تھا۔
[illegible] تعاقب [illegible] نے کیا تھا۔ ہم ضرور سوچتے کہ آخر [illegible] فرزانہ کا تعاقب کرنے کی کیا
ضرورت تھی۔ لہٰذا ہم آج رات ہی [illegible] کے گھر کی نگرانی شروع کر دیتے اور
[illegible] یہاں تک پہنچ جاتے۔"

"[illegible] ٹھیک [illegible] ادھر میری طرف دیکھو۔"

انہوں نے شاید [illegible] کے ساتھ محمود، فاروق نے بھی
[illegible] اس کی آواز میں [illegible]
[illegible] ایک جھٹکا سا لگا۔ ساتھ ہی [illegible] ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں۔
وہ محسوس کرنے لگا ہو۔

اسی وقت [illegible] کے ہاتھ ان کے سروں پر اس زور سے پڑے کہ [illegible]
[illegible] کیونکہ آسمان پر [illegible] تارے [illegible] ہوئے تھے اور [illegible]
آ رہے تھے لہٰذا اس وقت [illegible] آ سکتا تھا [illegible]
[illegible] انہوں نے سلازار کی آواز سنی

"ان کو [illegible] مجھے [illegible] حالت میں [illegible] ہیں۔"

"یہ اتفاق ہے۔"

کہیں اوپر سے آواز آئی۔ انہوں نے نظریں اوپر اٹھا کر دیکھا تو ایک
درخت کی شاخیں [illegible] نظر آئیں۔ ان شاخوں میں فرزانہ بیٹھی [illegible] رہی تھی۔

☆☆☆

اس کی طاقت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"اس جہاز میں بھی چند خاص آلات لگے تھے [illegible]"

"تمہاری حکومت [illegible]"

[illegible]

"تم ابھی بچے ہو۔ اس وقت تم یہاں حکومت کی باقاعدہ اجازت سے [illegible]"

[illegible]

"ہاں اب تم ٹھیک کہتی ہو۔"

"آپ طیارے سے تمہارا کیا تعلق ہے [illegible]"

[illegible]

"ہاں یہی بات ہے۔"

"[illegible] عمران [illegible] کوئی بات [illegible] کرے گی۔" [illegible]

[illegible] کیا۔

"کیا مطلب؟" [illegible]

"مطلب یہ کہ وہ کسی روز اچانک مر جائے گی۔ [illegible]

[illegible] گا۔"

"[illegible] ہے۔ [illegible] کیا۔"

"[illegible] اب [illegible] ساتھ [illegible]

[illegible]"

"[illegible] وہاں [illegible]

[illegible]

"[illegible]

[illegible]

"[illegible]

[illegible] انداز [illegible]

"[illegible] خوشی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]"

"[illegible] کام [illegible]

"[illegible]

[illegible]"

"[illegible]

[illegible]

"[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عجیب سا محسوس کر رہا تھا [illegible]

[illegible]

"[illegible] اسی طرح تم [illegible] کام آؤ گے" [illegible]

[illegible]

***

"[illegible]"

"[illegible]"

"آخر بات کیا ہے"

"[illegible]"

[illegible]

"آپ کے مہمان [illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

"آپ [illegible]"

"آپ کی بیٹی [illegible]"

[illegible]

[illegible]

"مجھے تو اس میں کوئی عجیب بات نظر نہیں آتی۔"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

کیا وجہ بتائی تھی۔"

"[illegible]"

"[illegible]"

"جی ہاں! انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ [illegible]"

"[illegible]"

"لیکن [illegible]"

دور کی آواز

[illegible]

[illegible]

"بھلا کسی بات [illegible] ہو جائے گا [illegible]"

"[illegible] مجھے تو خوشی ہوگی [illegible]"

"آپ [illegible] آدمی [illegible]"

کیا بات ہوئی؟" [illegible]

"خوف [illegible] نہیں تو۔" کمال نے حیران ہو کر کہا۔

"تو پھر تم نے ہاتھ [illegible] کیوں [illegible] ہے۔"

"اگر تم [illegible] تو مجھے کوئی [illegible]"

"[illegible]" فاروق [illegible]

"تمہارے [illegible] ٹھیک ہیں۔"

"صد فیصد ٹھیک۔" فاروق مسکرایا۔

"اچھا تم بھی کیا یاد کرو گے [illegible] چاہتا ہوں۔"

یہ کہہ کر [illegible] اور ہاتھ [illegible] کرنے لگے۔ [illegible] ایک بار پھر اندر آ گیا۔

"وارلیس پر [illegible]"

"[illegible] ہیں۔ انہوں نے میری [illegible] نے کہا۔

"ہم دراصل آپ سے ۔۔۔ ہاتھ کرنا چاہتے ہیں۔" [illegible]

"[illegible]" کمال نے عجیب سی آواز میں کہا۔

"تم نے [illegible] ہم [illegible] چاہتے ہیں [illegible]"

"کیا آپ کے بارے میں [illegible]"

[illegible]

"ابھی [illegible]"

[illegible]

"اوکے۔" اس نے [illegible] نکل گیا۔

"چلو بھی تم [illegible] پیچھے آؤ۔"

"ہم آپ کے پیچھے نہیں آ سکتے [illegible]"

"نہیں بھی ایسا بھی کیا۔" [illegible] مسکرایا۔

"ہم آپ کی قوت کے زیر اثر بھی نہیں [illegible] کیونکہ ہم آپ کی [illegible] کی طرح [illegible] نہیں ہے۔" [illegible] نے سرد آواز میں کہا۔

"تب پھر تمہیں [illegible] صورت ممکن ہے؟"

"ہم سے دو دو ہاتھ۔" فرزانہ بولی۔

"اوہو، یعنی تم تو مجھے مجبور کیے دے رہے ہو۔ حالانکہ میں [illegible]"

تھے۔ پہلا آدمی محمود پر وار کرے۔"

"شہزادی ایک ساتھ اس پر جھپٹے لیکن فوراً ہی ان [illegible]

[illegible] گئیں۔

"دیکھا میں نے کہا تھا،" سالار نے مذاق اڑانے والے لہجے میں [illegible]

[illegible] سے [illegible] مسکرا رہا تھا۔

"ہم اتنی آسانی سے ہار ماننے والے نہیں۔" [illegible]

[illegible] سالار کی طرف دوڑ پڑی۔ اس نے [illegible] سالار نے [illegible]

پھر وہ اس طرح [illegible] جیسے کسی لوہے کے ستون سے ٹکرا گئی ہو [illegible]

[illegible] سے پھسل گئیں۔ ان کا خیال تھا کہ سالار اس [illegible]

[illegible] لیکن [illegible]

[illegible] کے بنے ہوئے تھے۔

"چلو تم دونوں بھی آ جاؤ اور اپنی اپنی طاقت آزما لو۔"

محمود کو اس پر غصہ آ رہا تھا۔ [illegible]

[illegible] ہوئے انہیں [illegible]

[illegible] اور سالار کی گردن سے لپٹ گیا۔ اس کے دونوں بازو اس کی گردن [illegible]

گئے۔

"کیا کر رہے ہو بھئی؟" سالار [illegible]

محمود کو اس سے یوں محسوس ہوا جیسے [illegible] گردن [illegible]

کے ہاتھ [illegible] پھول گئے۔ اس نے [illegible] فاروق کی طرف دیکھا اور بولا:

"[illegible] یاد ہے [illegible] کیوں آئے تھے؟"

"میں سوچ رہا تھا، پہلے تم اپنی سی کوشش کر دیکھو پھر میں [illegible]"

[illegible] فاروق نے [illegible]

[illegible] اس وقت [illegible]

"یہ وقت ان [illegible]"

[illegible]

"اچھا تو یہ لو، میں آ رہا ہوں۔"

[illegible]

"سالار تم نے [illegible] زندگی میں [illegible]"

[illegible]

[illegible]

جیسے کوئی بلی پچھلے [illegible] کو اچھالتا ہے۔ اور پھر اس کی [illegible] فاروق سے ٹکرائی۔

"تم [illegible] سے پیچھے آؤ۔ تمہیں [illegible] کی ضرورت نہیں۔"

فاروق نے چاہا اس کے پیچھے جائے۔ پیچھے جانے کی [illegible] گرد سے باہر [illegible] جیپ چپ چاپ [illegible] کی طرف بھاگ گئے۔ [illegible] آسمان [illegible] اپنی [illegible] کے خلاف اس کے قدم [illegible] اسے خود پر حیرت ہو رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا۔ آخر یہ ہو کیا رہا ہے۔

* *

انسپکٹر جمشید نے ساتھ پہنچ کر جیپ روک دی۔ انہوں نے [illegible] دیکھا [illegible] کا عالم طاری تھا۔ دور دور تک کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا [illegible] کے ساتھیوں کے پیچھے بھی [illegible] روشنی [illegible] چاروں طرف دیکھنے لگے۔ اس وقت تک رات ہو [illegible] چاندنی [illegible] آسمان کے نیچے [illegible] سے نیچے اترے اور جیپ میں سے ایک ٹارچ نکال کر پھر نیچے [illegible] تھے۔ اب انہوں نے چاروں طرف ٹارچ کی روشنی ڈالنا شروع کی۔ آخر اس روشنی میں ایک [illegible] کے ٹائر کا تھوڑا سا حصہ نظر آیا۔ [illegible] ٹیلے کی اوٹ میں تھی۔ وہ اس طرف بڑھے۔ ٹیلے کے دوسری طرف انہیں [illegible] نظر آئی۔ وہ فاروق کی تھی۔ [illegible] روشنی ریت پر [illegible] انہیں قدموں کے نشانات صاف نظر آئے۔ [illegible] نشانات بھی موجود تھے گویا [illegible] یہاں کہیں موجود تھے۔ دوسرا [illegible] وہ تھا [illegible] کہیں [illegible] ہے۔ آخر وہ قدموں کے نشانات [illegible]

[illegible] تک [illegible] کے پاس پہنچ گئے۔ اب انہوں نے فاروق [illegible] یہاں تک [illegible] ہوئے آگے بڑھے [illegible] دروازے سے کان لگا کر [illegible] لیکن کوئی [illegible] سنائی نہ دی۔ دروازے [illegible]

اندر داخل ہونے کے بعد انہوں نے بلب جلایا اور کمرے کا جائزہ لیا [illegible] پہلے ان کی نظر [illegible] ٹوٹی ہوئی [illegible] پر پڑی۔ [illegible]

[illegible] میں [illegible] تھے۔ انہوں نے [illegible] نشانات [illegible] فاروق اور [illegible] کے نشانات [illegible]

[illegible] انہوں نے اس [illegible] چاروں طرف قدموں کے [illegible] ایک [illegible] دوسرے نشانات کے ساتھ [illegible] فاروق کے [illegible] ساتھ [illegible] نشانات یہاں [illegible]

[illegible] وہ نشانات کے ساتھ ساتھ چلتے [illegible] دو نشانات [illegible] کو جا رہے تھے لیکن ان کے ساتھ فاروق کے قدموں کے نشانات نہیں تھے۔ [illegible] چلتے ہوئے آخر وہ سمندر کے کنارے تک پہنچ گئے۔ یہاں [illegible] پانچ اور [illegible] قدموں کے نشانات بھی نظر آئے لیکن ان نشانات کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ انہوں نے چاروں طرف دیکھا اور پھر ٹارچ کی روشنی میں [illegible] بڑھ گئے لیکن جہاں تک ٹارچ کی روشنی جا سکتی تھی، انہیں سوائے سمندر کے پانی کے [illegible]

کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ آخر انھوں نے اس سمت میں ٹارچ کی روشنی پھینکی [illegible] طرف سے خود آ رہے تھے۔ یہ اکرام اور اس کے آدمیوں کے لیے اشارہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد اکرام ان تک پہنچ گیا۔

"باقی لوگ کہاں ہیں؟"

"آس پاس ہی موجود ہیں۔" اس نے بتایا۔

"ہوں۔ اکرام تمھیں [illegible]

[illegible]

ان کی آواز [illegible]

آئی ہوئی [illegible]

☆☆☆

لہراتی چیخ

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

"اچھا بھئی، تمھارا خوب ہوگا۔ اب ہمیں بتا کام آج کی رات میں … ہو
جے سکتا۔ ایک بار تم اسے ہوش کرا دو، پھر ہمارے ساتھی اسے اوپر خود کھینچ لیں گے۔"

"آپ فکر نہ کریں باس، ہم کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔" …
نے چھوٹی سی … اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

"کام، تمھیں چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی … طرف والی …
نظر آئے تو لانچ کو پانی کے نیچے لے جاؤ۔"

"جی بہتر، آپ فکر نہ کریں، میری نظریں ساحل پر ہی ہیں۔" کام نے کہا۔

"باس، ہم لوگوں کے … حال ہیں؟" وہ … کرنے کا …
نہیں … بھی … ہے … میں قوت … ہے۔"

"شکریہ، اس لانچ میں کیا مزا آئے گا اور پھر آپ کی قوت ارادی …
کمال کی ہے۔" فاروق نے …

"ابھی تم میری آنکھوں کی طرف دیکھو تا …" اس نے … کہا … محمود
اور فرزانہ نے … دیکھا تھا، انھوں نے خوب مقابلہ کیا، پس تم رہ گئے۔"

"فکر نہ کرو، میں اپنی طاقت بحال کر رہا ہوں۔" فاروق نے خود کو …
سے نجات دلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا، جب بحال کر چکو تو بتا دینا۔" …

"مسٹر ساحلی، تمھیں کوئی اور نام نہیں ملا تھا۔" …

"کیوں، پسند نہیں آیا تمھیں۔"

"بہت فضول نام ہے۔" … نے …

"تم شاید مجھے غصہ دلانے کی کوشش کر رہے ہو، تو سنو تمھاری اطلاع کے
لیے عرض کر دوں کہ شاید پندرہ سال سے مجھے ایک منٹ کے لیے بھی غصہ نہیں آیا۔"

"یہ خبر سن کر بہت خوشی ہوئی کہ … ایک انسان تو ہے۔"
پندرہ سال سے غصہ نہیں آیا۔" فاروق نے خوش مزاجی کا مظاہرہ کیا۔

"تم … کس ملک کو بیچتے ہو۔" محمود نے پوچھا۔

"اپنے دوست ملک کو، جو تمھارا دشمن ہے …
ہمارا … کہ جب بھی ضرورت پڑے، اسے …

"یہ بات پہلے بھی سن چکا ہوں۔"

"تو … لانے کے لیے تمھارے … ساتھی یہاں … گئے۔"

"ہاں، وہ … سے … ہیں۔"

تو … اس نے کہا۔ … ایک لانچ کی روشنی … ہو رہی ہے۔"

"… ساحل کی طرف … ساحل کی طرف دیکھا۔

"اوہو اچھا۔" ساحلی … پھر اس نے ساحل کی طرف دیکھا۔

محمود، فاروق اور فرزانہ بھی اسی سمت میں دیکھنے لگے۔ ان پر جوش کی کیفیت طاری
ہو چکی … انھوں نے بھی … لیکن ابھی روشنی کا رخ لانچ کی طرف
نہیں ہوا تھا۔

"ہم … پانی کے نیچے چلو … پر … "

"او کے سر۔"

"ہمارے لیے بہتر یہی ہے کہ ابھی ان لوگوں کی نظروں میں نہ آئیں۔
پہلے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔ اس کے بعد انھیں بھی دیکھ لیں گے۔"

لانچ نیچے بیٹھنے لگی۔ محمود، فاروق اور فرزانہ بے چین ہو گئے، لیکن وہ کر ہی
کیا سکتے تھے۔ اسی وقت ساحلی کی آواز ابھری۔

"ہم باقی ساتھیوں کو ہدایت دو … کہ …"

چلے۔ انہوں نے پوری طاقت سے کام لے کر سالار کو خود سے [illegible]
سالار کو شاید ان کی طرف سے ایسی کوئی امید نہیں تھی۔ نتیجہ یہ کہ وہ [illegible] تھا۔
[illegible] نام انجن روم میں اچھل پڑا۔ [illegible]
محمود نے اپنے حلق سے کوئی آواز نکالی [illegible] کی طرح [illegible]
[illegible]

☆☆☆

"تم نے سنا اکرام [illegible] کی آواز سمندر میں سے آئی ہے۔" محمود [illegible]
اور فوراً ہی [illegible] شاید سالار کے پیچھے گئی ہیں۔ جلدی [illegible]
چاہیے۔ [illegible]
[illegible]

اکرام نے فوراً ہی [illegible] کی حالت میں [illegible]
گئے۔ [illegible] ان کے [illegible]
میں تیرنے لگے۔ شاید انہوں نے سوچا تھا [illegible]
[illegible]

سمندر میں [illegible]
موجیں ساحل کی طرف آ رہی تھیں اور جا رہی تھیں۔ [illegible]
طرف بڑھ رہا تھا۔ مسلسل پندرہ منٹ تک تیرنے کے بعد بھی انہیں کوئی کامیابی نہ
ہوئی۔ انہیں کوئی لانچ نظر نہ آئی۔ [illegible]
[illegible] تھا۔ سالار کو معلوم ہو جاتا کہ وہ کہاں ہیں [illegible]
کے خیال کے مطابق [illegible]
تھا۔ لہٰذا انہوں نے سوچا کہ ابھی پندرہ منٹ تک اور آگے بڑھنا چاہیے۔ اگر پھر بھی
کوئی لانچ نظر نہ آئی تو واپس ہو جاؤں گا۔ [illegible]
[illegible]

ان کا سفر سمندر میں جاری رہا۔ یہاں تک کہ پندرہ منٹ اور گزر گئے۔
لیکن کسی لانچ [illegible] نظر نہ آئے۔ [illegible] ساحل پر پہنچے تو اکرام

[illegible] دکھائی دیں۔
کر وہ چاروں [illegible] ان پانچ منٹ کے دوران ڈوب جاتے [illegible]
"[illegible]"

[illegible]
[illegible] اپنے [illegible]
[illegible]

[illegible]
انہوں نے [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

"[illegible] طرف چلا [illegible]"
"[illegible]"
"آپ [illegible] پوری طرح تیار [illegible] کسی وقت بھی [illegible] کی طرف سے
حملہ ہو سکتا ہے۔"
"آپ فکر نہ کریں سر۔ ہم پوری طرح تیار ہیں۔" [illegible]
"اکرام تم اپنے آدمیوں کو بھی [illegible] طرف [illegible]
کر دو۔ خود تمہارے ہاتھ میں [illegible] ہے۔"
"شاید آپ اندازہ لگا چکے ہیں کہ [illegible] سے
ہے۔" اکرام نے ان کی طرف غور سے دیکھا۔

"ہاں، تمہارا اندازہ درست ہے۔"

"تو کیا آپ سمندر میں اس جگہ تک آ سکے ہیں جہاں دشمن موجود ہے۔"

"نہیں بھئی، مجھے افسوس ہے۔ میں وہاں تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔"

لانچ کی رفتار زیادہ سے زیادہ ہوتی جا رہی تھی۔ ڈرائیور پوری تندہی سے اسے چلا رہا تھا۔ انسپکٹر جمشید اور اکرام کی نظریں سمندر پر تھیں۔ انسپکٹر جمشید بے قرار دکھائی دے رہے تھے۔ اکرام نے سوچا شاید میں نے انہیں اتنا پریشان کبھی نہیں دیکھا۔ کیوں نہ ہو، مقابلہ بھی تو سلاٹر سے تھا، اگر محمود، فاروق اور فرزانہ پھنس گئے ہوتے تو اس قدر پریشان نظر نہیں آ سکتے تھے۔

"اکرام، میں سوچ رہا ہوں، کیا سلاٹر صرف محمود، فاروق اور فرزانہ کو اغوا کرنے آیا تھا؟"

"لیکن اسے ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"ہو سکتا ہے وہ میری توجہ اصل ٹارگٹ سے ہٹانا چاہتا ہو۔"

"اوہ ہاں، یہ ہو سکتا ہے، لیکن صرف محمود، فاروق اور فرزانہ کے اغوا کے لیے سلاٹر جیسے بڑے جاسوس کا بھیجا جانا عجیب سی بات ہے۔"

"ہاں، بات عجیب سی ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"سر وہ ایک لانچ کے آثار نظر آ رہے ہیں۔" اچانک ایک سادہ لباس والے نے کہا، وہ دوربین سے اس طرف دیکھ رہا تھا۔ انہوں نے فوراً اسی طرف دیکھا۔

انہیں لانچ کا صرف اوپر والا حصہ دکھائی دیا اور ان پر جوش کی کیفیت طاری ہو گئی۔ لیکن اسی وقت انہوں نے چیخ کی ایک اداس آواز سنی۔

☆☆☆

سمندر میں

محمود کا دروازہ کھلا ہی تھا کہ باہر نکل آئے۔

"پڑ گئے تو کیا؟" اس نے پوچھا۔

"ہم تین کے سوا اور کسی کو بھی نہیں جانتے تھے بھائی۔" فاروق نے بے چینی [illegible]

[illegible] کے پاس تھا۔

"اب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" وہ غرایا۔

"آؤ، ہم تمہیں بھی سمندر کے حوالے [illegible]"

"تمہیں کیا کہا ہے؟"

"کیا تم سمجھتے ہو اس طرح تم نے سلاٹر کو [illegible]"

کھلا کہا۔

"ہونے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے، [illegible] فرق کرنے والا ہے۔"

"مسٹر سلاٹر [illegible] ہیں، ابھی لانچ کی طرف آتے نظر آ رہے [illegible] گے۔"

"میری امی اماں مجھے بتایا کرتی تھیں [illegible] سانپ کے کاٹنے سے کم مرتے ہیں اور شکاری [illegible] کے ہاتھوں کی موت کے گھاٹ اترتے ہیں۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"فاروق: یہ ڈائیلاگ تم نے کون سی فلمی [illegible] میں سنا تھا؟"
فرزانہ جل کر بولی۔

"غلط سمجھے۔ یہ خالص میرے ڈائیلاگ ہیں۔"

اسی وقت عامر نے [illegible]
کہ اس شخص کو [illegible]
کر [illegible]
[illegible]

"آپ [illegible]
اب ہمارے ملک کے کام آئے گی۔ [illegible]
گے۔" فرزانہ [illegible] بولی۔

عامر [illegible]
[illegible]
ایک زوردار جھٹکا دیا۔ فرزانہ کے قدم اکھڑ گئے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اس نے [illegible] اس حالت میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
شروع کر دی۔ اس کے بائیں ہاتھ میں فرزانہ کے بال تھے۔ محمود فرزانہ کی [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
"فاروق [illegible]"
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

"[illegible]"
"[illegible]"

محمود اور فاروق نے پریشان ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ [illegible]
[illegible] میں [illegible] کا [illegible]
پاس [illegible]

"فاروق [illegible]"

وہ فاروق سے بچا تھا، وہ بھی صرف کر رہا تھا [illegible] اس وقت جب کہ وہ
[illegible] کے قریب پہنچنے کے قریب تھا [illegible] گردن [illegible]

"فاروق، ابھی اس کی گردن نہ چھوڑنا [illegible]
[illegible] ہو جاؤ [illegible] کے ہاتھ سے [illegible]
آ پہنچا ہے۔" محمود نے چیخ کر کہا۔

[illegible]

"یا محمود [illegible]" فاروق نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

[illegible]

دونوں ہاتھ اب بھی [illegible] پر [illegible] تھے۔

"فاروق [illegible]"

"ہاں، مجھے یقین ہے [illegible]"

[illegible]

فاروق ان کے نزدیک آ گیا [illegible]

[illegible]

نکلنے کا تجربہ وہ دیکھ چکی تھی۔ معاذ کا ہاتھ [illegible]

فاروق نے اس کی کلائی پر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

ہولناک جنگ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نکل جاتے۔" وہ مسکرائے اور ان تینوں کو [illegible]

"[illegible]"

"جی [illegible]"

فاروق نے [illegible]

"دیکھو انسپکٹر [illegible]"

[illegible]

"[illegible]" انسپکٹر جمشید [illegible]

"[illegible]"

[illegible] خطرناک ہے۔"

"اس کے بارے میں مجھے [illegible]" انسپکٹر جمشید پر سکون آواز میں بولے۔

"اچھی بات ہے [illegible]"

"[illegible]"

[illegible]

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]" انسپکٹر جمشید [illegible]

[illegible]

فاروق [illegible]

"[illegible]"

"[illegible]"

"میں جانتا ہوں [illegible]"

بچ نکلتے ہو۔ خیر مجھے تمہاری دعوت منظور ہے۔'' یہ کہتے ہوئے انسپکٹر جمشید نے اپنا پستول نکال لیا۔ دوسرے ہی لمحے سلاٹر کے دائیں ہاتھ میں بھی پستول نظر آیا۔ پھر دونوں ایک دوسرے کی طرف بڑھے۔ دونوں نے کمر سے کمر ملائی اور ایک ایک قدم گن کر مخالف سمت میں بڑھنے لگے۔ ان کے درمیان فاصلہ بڑھتا چلا گیا۔ ٹھیک دسویں قدم پر وہ بجلی کی سی سرعت سے پلٹے۔ فضا میں دو فائروں کی آوازیں ایک ساتھ گونجیں۔ محمود، فاروق اور فرزانہ کے دل اچھل کر گویا حلق میں آ گئے۔ سلاٹر کے ساتھیوں کا حال بھی مختلف نہیں تھا، کیونکہ اس کی شکست کی صورت میں وہ بھی مصیبت میں پھنستے۔

سب نے دیکھا، دونوں مقابل زندہ سلامت تھے۔ دونوں نے خود کو گولی سے بچا لیا تھا۔

''بہت خوب، یہ مقابلہ تو برابر رہا۔ اسے دہرانے سے تو کوئی فائدہ نہیں۔ اب کیوں نہ ہم ہاتھوں اور پیروں سے لڑیں۔'' سلاٹر کی آواز گونجی۔

''مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

سلاٹر نے اپنا پستول ہولسٹر میں رکھ لیا۔ انسپکٹر جمشید نے اسے محمود کی طرف اچھال دیا، شاید اس لیے کہ وہ اسے جیب میں رکھنے کے عادی تھے۔ اور لڑائی کے دوران وہ ان کے لیے تکلیف دہ ثابت ہو سکتا تھا۔ محمود نے پستول کیچ کر لیا۔ اس نے دیکھا، پستول بھرا ہوا تھا۔ اس میں سے صرف ایک گولی چلائی گئی تھی یعنی اسی وقت کی۔ یہ سوچ کر وہ پستول ہاتھ میں ہی پکڑے رہا۔

ادھر دونوں ایک بار پھر مقابلے کے لیے خم ٹھونک کر بڑھے تو اچانک سلاٹر کا جسم اس طرح حرکت میں آیا، جیسے اسے کرنٹ لگا ہو۔ وہ فضا میں اچھلا اور اس کی ٹانگیں انسپکٹر جمشید کے سینے پر پورے زور سے لگیں۔ وہ چاروں شانے چت گرے،

ادھر سلاٹر زمین پر گرنے کی بجائے بالکل سیدھا آ کھڑا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر محمود، فاروق اور فرزانہ دھک سے رہ گئے، کیونکہ آج تک انہوں نے ہمیشہ یہ دیکھا تھا کہ ٹانگ مارنے والا خود بھی پشت کے بل زمین پر گرتا ہے۔ لیکن سلاٹر نہیں گرا تھا۔ اس نے انسپکٹر جمشید کو سنبھلنے کا موقع بھی نہیں دیا۔ ایک بار پھر اچھلا اور اس بار اس کے دونوں پاؤں سیدھے انسپکٹر جمشید کے پیٹ پر پڑے۔ ان کے ہونٹ مضبوطی سے بھنچے ہوئے تھے، ورنہ شاید ایک عدد تھکی تھکی چیخ ان کے منہ سے ضرور نکل گئی ہوتی۔ سلاٹر اسی پھر اس طرح اچھلا تھا جیسے اسپرنگ اس کے پیروں کے نیچے لگے ہوں۔ انسپکٹر جمشید نے انتہائی پھرتی سے کروٹ بدلی تاکہ سلاٹر کے پیر ان پر پڑنے کی بجائے زمین پر پڑیں۔ لیکن یہاں بھی ان کا اندازہ غلط ہو گیا۔ سلاٹر شاید پہلے ہی یہ اندازہ کر کے اچھلا تھا کہ وہ کیا کریں گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس بار اس کے پیر ان کی کمر پر لگے۔ اس وقت انسپکٹر جمشید کو یہ محسوس ہونے لگا تھا، جیسے ان کا پورا جسم ٹوٹ پھوٹ کر رہ گیا ہے۔ انہوں نے دیکھا، ایک بار پھر سلاٹر ان کے اوپر گر رہا تھا۔ انہوں نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی جگہ سے حرکت نہ کی۔ سلاٹر کا جسم پوری قوت سے ان پر آ پڑا۔ ساتھ ہی سلاٹر کا قہقہہ گونجا:

''ارے بھئی، انسپکٹر جمشید۔ اتنی جلدی چت ہو گئے۔ تم سے یہ امید تو نہیں تھی۔''

ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر چھلانگ لگائی۔ محمود، فاروق اور فرزانہ کا دم لبوں پر آ گیا۔ ان کی آنکھوں تلے اندھیرا چھانے لگا۔ اس بار بھی سلاٹر ٹھیک ان پر گرا، انسپکٹر جمشید کے جسم میں جنبش پیدا نہیں ہو سکی تھی۔

''اب چند سیکنڈ کے اندر تمہارا کام تمام انسپکٹر۔ میں نے تو تمہارا بہت نام سنا تھا۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ پھر اچھلا۔ سب نے دیکھا۔ اس کی یہ چھلانگ پچھلی چھلانگوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ اونچی تھی۔ شاید وہ اسے فیصلہ کن چھلانگ

ہٹانا چاہتا تھا۔ اس کا جسم تیر کی طرح انسپکٹر جمشید کے جسم کی طرف آیا اور دھڑام سے زمین پر آ رہا۔ انسپکٹر جمشید نے بلا کی رفتار سے پلٹنی کھائی تھی۔ یہی نہیں، ساتھ ہی ان کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے سلاٹر کی کمر پر لگیں۔ سلاٹر گویا ہوا میں اڑتا ہوا ایک درخت سے ٹکرایا۔ اس کا سر ٹکرا گیا تھا۔

"میں نے دو چوٹیں یہ چال چلنے کے لیے برداشت کی ہیں مسٹر سلاٹر۔"

ان کی آواز ابھری۔

"دھارا۔" محمود پوری قوت سے چلا اٹھا۔

انہوں نے دیکھا، سلاٹر دونوں ہاتھوں سے سر تھامے درخت سے الٹے قدموں پیچھے ہٹ رہا تھا۔ انسپکٹر جمشید نے اپنی جگہ سے حرکت کی اور چیتا کے انداز میں اس کے نزدیک پہنچ گئے۔ انہیں خطرہ تھا، کسی لمحے بھی وہ مڑ کر ان پر وار کر سکتا تھا، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ ہاں سلاٹر پلٹا ضرور، اور ان سب نے دیکھا، اس کی پیشانی لہولہان ہو رہی تھی۔ اس کے ساتھیوں کی چیخیں نکل گئیں۔ انسپکٹر جمشید نے آگے بڑھ کر اس کا ایک ہاتھ پکڑ کر مروڑا اور کمر سے لگاتے ہوئے بولے:

"اپنے آدمیوں کو حکم دو کہ اپنے ہتھیار گرا دیں۔"

اسی وقت دو فائر ایک ساتھ ہوئے۔ ایک گولی انسپکٹر جمشید کے سر سے صرف ایک انچ اوپر گزر گئی۔ ساتھ ہی ٹام کے حلق سے ایک تیز چیخ نکلی۔ انہوں نے دیکھا، اس کے سینے سے خون کا فوارہ جاری ہو چکا تھا۔ اس نے انسپکٹر جمشید پر فائر کیا تھا۔ محمود نے فوری طور پر جوابی کارروائی کی تھی اور اب وہ نیچے گرتا جا رہا تھا۔

"ٹام تم نے برا کیا۔ خیر تمہیں سزا ابھی فوراً مل گئی ورنہ میں خود بھی تمہیں یہی سزا دیتا۔ چلو باقی لوگ اپنے ہتھیار گرا دو۔" اس کے ساتھیوں نے حکم کی تعمیل کی۔

"جاؤ محمود، ساحل پر جو پانچ آدمی رہ گئے ہیں، انہیں بھی یہاں بلا لاؤ۔"

... وہ اپنے ہتھیار ساتھ نہ لا سکیں۔"

"جی بہتر۔"

چند منٹ بعد باقی پانچ بھی اپنے ہتھیار ان کے حوالے کر چکے تھے اور وہ ... ابھی روانہ ہو رہے تھے۔ سلاٹر پر بے ہوشی طاری ہونے لگی۔ شاید چوٹ ... آئی تھی۔ خون بھی تیزی سے بہہ رہا تھا۔ اور پھر اس کی گردن ڈھلک گئی۔ ... نے اس کی نبض دیکھی، تو چل رہی تھی۔

"یہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ اب ان لوگوں کو باندھنا شروع کرو۔"

وہ اس کام میں مصروف ہو گئے۔ اور جب وہ قیدیوں کو لانچ پر سوار کرنے ... کی طرف متوجہ ہوئے تو حیرت کا گویا ایک پہاڑ ان پر ٹوٹ پڑا۔ سلاٹر ... اس کی تلاش میں پورے جزیرے پر دوڑے، لیکن وہ تو اس طرح غائب ... گدھے کے سر سے سینگ۔ مزے کی بات یہ کہ وہ کسی لانچ پر بھی نہیں گیا ... دونوں لانچیں بدستور کنارے پر کھڑی تھیں۔

"... معلوم ہوتا ہے، وہ بے ہوش نہیں ہوا تھا۔" انسپکٹر جمشید کا لہجہ تھکا تھکا ... انسپکٹر جمشید نے محمود، فاروق اور فرزانہ کی کہانی سنی۔ اس کہانی کے دوران ... سمندر پر مسلح پہرہ بٹھا دیا گیا۔

دوسرے دن غوطہ خوروں کی ایک جماعت سمندر کی تہہ میں اتری اور اوپر ... انہوں نے ایک ہولناک خبر سنائی۔ انہوں نے بتایا، نیچے کوئی سونے کا جہاز نہیں ... ایک اٹامک وار ہیڈ ہے، میزائل میں لگا کر کچھ نئی قسم کے بم چھوڑے گئے ... اس جگہ گرانے کا پروگرام ہوتا ہے۔ میزائل وہاں خود بخود بم گرا دیتا ہے اور ... خود بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس میزائل میں کچھ خرابی واقع ہو گئی۔ جس کی ... راستے میں ہی گر گیا۔

پروفیسر داؤد اور دوسرے سائنس دانوں کا خیال تھا کہ یہ بم انتہائی ہلاکت خیز ہیں اور ان کی تیاری میں اربوں روپے صرف کیے گئے ہوں گے۔ شاید دشمن ملک نے تجربے کی نیت سے اور ان کی ہلاکت خیزی کا اندازہ لگانے کی نیت سے یہ ہمارے ملک پر چھوڑنے کا پروگرام بنایا تھا۔ لیکن میزائل کے خراب ہونے کی وجہ سے یہ سمندر میں گر گئے اور پھٹ نہ سکے۔ سلاٹر کو اس لیے بھیجا گیا تھا کہ وہ انہیں سمندر سے نکلوائے اور بم کی مدد سے میزائل کی خرابی کو دور کر کے ایک بار پھر چھوڑ دے تا کہ تجربہ مکمل ہو جائے۔

یہ تفصیل سن کر وہ کپکپا اٹھے۔ نہ جانے اس طرح ملک پر کتنی خوف ناک تباہی نازل ہوتی۔ ابھی تک سلاٹر کے فرار کی خبر کو پوشیدہ رکھا گیا تھا اور یہ انسپکٹر جمشید کے کہنے پر ہوا تھا۔ اسی دن شام کو وہ محمود، فاروق اور فرزانہ کے علاوہ چند اور لوگوں کے ساتھ کوکب طیاری کے گھر پہنچے۔ کوکب طیاری نے ان سب کو دیکھ کر حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔

"آپ ہمیں دیکھ کر حیران ہیں، حیران ہونا بھی چاہیے۔ بات دراصل یہ ہے کہ سلاٹر نے ہمیں آپ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے۔"

"کیا مطلب؟" کوکب طیاری زور سے اچھلے۔

"جی ہاں، ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ آپ دشمن ملک کے جاسوس ہیں۔ یہی تو وجہ ہے کہ سلاٹر آپ کے ہاں آیا تھا۔ اور اس نے آپ کے ذریعے اجازت نامہ حاصل کیا تھا اور جب میں یہاں پہنچ گیا اور میں نے آپ کو یہ بتایا کہ سبز آنکھوں والا آپ کا مہمان دراصل ایک خوف ناک غیر ملکی جاسوس ہے تو میرے یہاں سے روانہ ہونے کے بعد آپ نے اسے خبردار کر دیا کہ میں اس طرف آ رہا ہوں۔ اس لیے سلاٹر ہمیں ہٹ پر نہیں مل سکا۔ اس نے سمندر میں پہلے جانا پسند کیا، بہر حال اب جب کہ سلاٹر نے یہ بیان دے دیا ہے کہ آپ بھی اس کے ساتھی ہیں، آپ کے لیے بچنے کا کوئی راستہ نہیں۔ آپ خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیں۔"

"نہیں، نہیں، یہ غلط ہے۔" انہوں نے تھر تھر کانپتی آواز میں کہا۔

"اگر یہ غلط ہے تو پھر میں اس گھر کے چپے چپے کی تلاشی لوں گا اور یہاں سے اپنے کام کے کاغذات برآمد کر کے دکھا دوں گا جن سے آپ غیر ملکی جاسوس ثابت ہو جائیں گے۔"

"نہیں۔" کوکب طیاری کا چہرہ بے حد خوف میں ڈوبا ہوا تھا۔

اور اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں، پھر انسپکٹر جمشید نے کاغذات بھی برآمد کر کے دکھا دیے۔ عمران اور گھر کے دوسرے افراد پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ پھر عمران کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ آنسو بھری آنکھوں سے اس نے فرزانہ دیکھا، فرزانہ کو اس لمحے اس کی آنکھیں کچھ کہتی محسوس ہوئیں۔ اس نے سنا، عمران کی آنکھیں کہہ رہی تھیں:

"کیا میں نے تمہیں اس لیے اپنے گھر آنے کی دعوت دی تھی۔ اچھی سہیلی ہو تم۔"

لیکن فرزانہ کا اس میں کیا قصور تھا۔ یہ سب کچھ تو کوکب طیاری کا اپنا کیا دھرا تھا۔ واپسی پر وہ پچھتاوا سا محسوس کر رہے تھے۔ آخر فاروق نے زبان کھولی:

"ابا جان، اس بار تو ہماری خوب درگت بنی ہے۔"

"ہاں بیٹا، صرف تمہاری ہی نہیں، میری بھی خوب حجامت بنی ہے۔" انہوں نے کہا اور مسکرانے لگے۔

☆☆☆

اس ماہ شائع ہونیوالا اگلا ناول
محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید کے کارنامے نمبر 118
دوسری عدالت
-/39 روپے

اشتیاق احمد کے دلچسپ، حیرت انگیز، سنسنی خیز، ہنگامہ آرا اور جاسوسی سے بھرپور ناول

ملنے کا پتہ: اٹلانٹس پبلیکیشنز D-83 سائٹ، کراچی۔ فون: 2578273 - 2581720